لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
7-1, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly .. .. 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢

نمبر ٥ | کلکتہ : چہار شنبہ ٥ - رمضان المبارک ١٣٣٢ هجری | جلد ٥
Calcutta : Wednesday, July, 29 1914.

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ، وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ! (١٠ : ٨٦)
رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَ
أَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ
سَبِيلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰى قُلُوبِهِمْ، فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْأَلِيمَ!! (١٠ : ٨٨)

Telegraphic Address-"Alhilal" Calcutta.
— Telephone № 648.
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly „ Rs. 4.12

الهلال

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

جلد ٥ — نمبر ٥

کلکتہ: چہار شنبہ ٥ شعبان ١٣٣٢ ھجري
Calcutta: Wednesday July, 29. 1914

شہداے ادرنہ کی یادگار

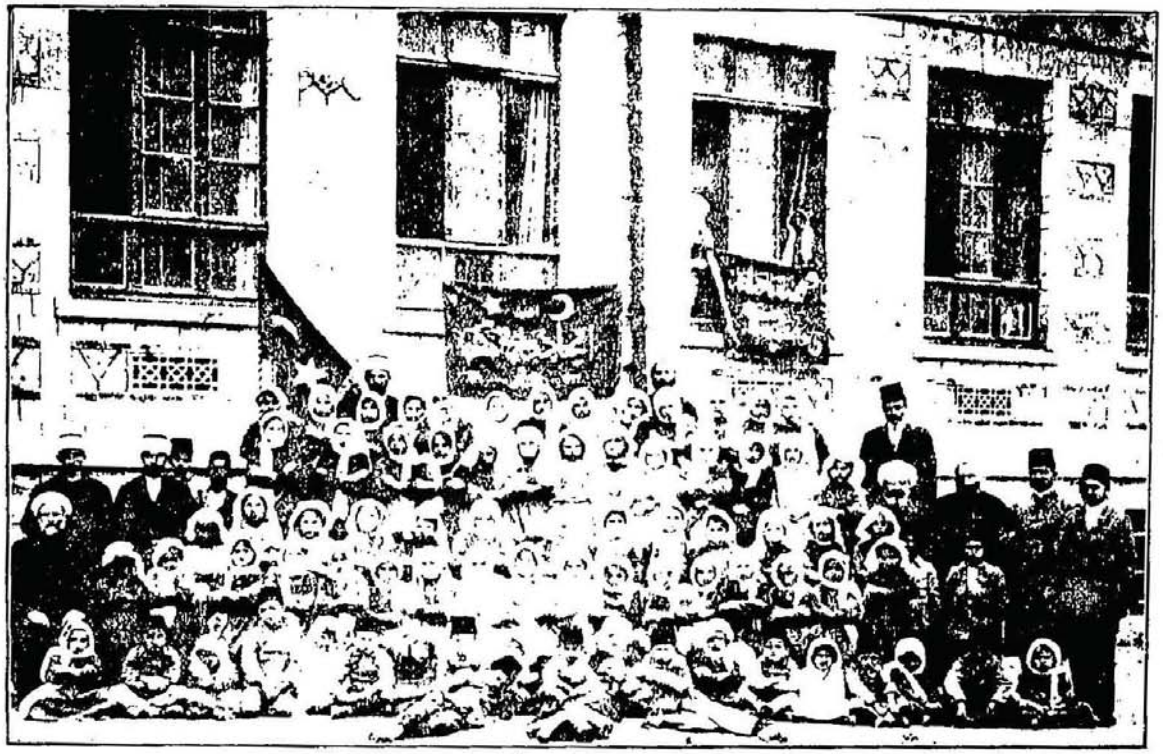

یہ اُس جدید عثماني درسگاہ کا مرقع ھے جسے شہداے ادرنہ کي یادگار میں غازي انور پاشا نے ادرنہ (ایدریا نوپل) میں قائم کیا ھے - اور جسکے ساتھہ ھي پس ماندگان جنگ کے لیے ایک دارالیتامی کي بھي بنیاد ڈالي ھے - اس مرقع کیلیے ھم مرزا محمود علي بیگ وکیل ھائي کورٹ حیدر آباد کے ممنون ھیں جنھوں نے سفر قسطنطنیہ کے اثنا میں اس مدرسہ کي زیارت کي ' اور اس مرقع میں بھي دھني جانب ھندوستاني لباس میں موجود ھیں -

مسئلہ قیام الھلال

گذشتہ نمبر میں ھم نے اضافۂ قیمت اور فرصت یک ماھہ کے متعلق آخري تجویز بغرض شوری پیش کي تھي اور معاونین کرام سے درخواست کي تھي کہ بصورت اختلاف بہت جلد اپني راے سے اطلاع بخشیں -

اس وقت تک متعدد تحریریں اتفاق و منظوري کي آچکي ھیں جیسا کہ ھمیں احباب کرام کے لطف و کرم سے امید تھي - مخالفت میں صرف ایک بزرگ نے راے دي ھے -

اب ھم چاھتے ھیں کہ جن حضرات کا سال خریداري جون یا جولائی کے اسي ھفتہ سے شروع ھوا ھے اور ۸ روپیہ کے حساب سے انھوں نے قیمت روانہ کی ھے یا وي - پي - وصول کیے ھیں ' وہ ۱۲ - روپیہ قیمت تصور فرماکر بقیہ روپیہ خود ارسال فرمادیں یا وي پي بھیجنے کي اجازت دیں - انمیں سے اکثر حضرات نے لکھا تھا کہ ۱۲ - روپیہ کا وي پی بھیجا جاے لیکن چونکہ اس وقت تک کوئي آخري راے قرار نہیں پائی تھي ' اسلیے انکے نام حسب معمول ۸ - روپیہ کے حساب سے وي - پي - روانہ کیے گئے - اب جبکہ انکي تجویز اور اظہارات کریمانہ کے مطابق مجبوراً قیمت بڑھانے کا فیصلہ ھوگیا ھے ' تو یہ خواھش بیجا نہیں اگر کي جاے کہ وہ اسي سال سے اس قیمت

کر منظور کریں ' اور بقیه قیمت روانه فرمادیں - اگر انکي قیمت ششماهي تهي تو جدید اضافه کے بعد ۲ - روپیه - ۱۲ - آنه قیمت شش ماهي هوگي -

یه ممکن تها که نیا اضافه آینده ششماهي جلد سے قرار دیا جاتا لیکن اس صورت میں دفتر کي مشکلات کو اس سے کچهه بهي فائده نه هوتا - اصلي سوال تو موجوده مالی مشکلات اور نقصانات کا هے - اگر قیمت بڑهانے کے بعد اس وقت مدد نه ملي تو یه اضافه بحالت موجوده بالکل بے سود هوگا -

هم ایک مرتبه اور احباب کو یقین دلانا چاهتے هیں که قیمت کي زیادتي بڑي هي مجبوري کے عالم میں کی گئي هے - اگر هماري پہلی تجویز تکمیل تک پہنچ جاتی تو هم کبهي بهي ایسا نه کرتے - اب بهی اس اضافے کو محض عارضي اور موقت سمجهتے هیں اور جس وقت اسکی اشاعت مطلوبه تعداد تک پهنچا دي جائیگی هم معاً اسکي قیمت کم کردینگے ' اور بهت ممکن هے که سابق سے بهي زیاده تخفیف هو جائے -

همیں احباب کرام کی اُس محبت و لطف سے جسکی ناقابل فراموش شہادتیں اپنے دل میں محفوظ پاتے هیں ' پوري امید هے که انپر یه اضافه شاق نه گذریگا کیونکه انهیں کے اصرار کی تعمیل کی گئي هے ' اور جون اور جولائی کے تمام قدیم و جدید خریدار نئی قیمت کے حساب سے بقایا روانه کردینگے -

مسئلـــهٔ اسلامیـــهٔ کانپـــور

فریب کذب و افسـاد افتـراء

جبکه بڑے بڑے عقلمند و دانا ' مدبر و هوشمند ' دارائے علم و فضیلت ' صاحبان تجربهٔ و خبرة ' نفس و شیطان کے استیلاؤ تسلط سے مجبور هوکر بے وقوفوں کی سي باتیں ' بچوں کي سي نا دانیاں ' اور دیوانوں کي سي هرزه سرائیاں کر بیٹهتے هیں ' تو بساطي بازار کانپور کے دو شخصوں کي ناداني پر افسوس کرنا لا حاصل هے ' جنهوں نے گذشته هفتے اپني مجرمانه بے بسي سے عاجز آکر کذب و افتراء کے دامن میں پناه لینی چاهي هے ' اور یه دیکهکر که عین موقعه پر مسجد کا معامله انکے هاتهه سے نکل گیا هے ' الهـــلال کے بیانات کي تغلیط کیلیے ایک اشتهار شائع کیا هے - حالانکه اگر ان میں قبول هدایت کي ایک رائي برابر بهی صلاحیت باقي هوتی ' تو بریت کی کذب پرستي کی جگه توبهٔ و اعتراف کا طریق صالح و مسلک مومنین اختیار کرتے : وطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون (۹ : ۸۸)

جهوٹ انسان کی ایک عالمگیر کمزوری هے اور کرورها انسان اسمیں مبتلا هیں ' لیکن کذب و افترا کی بے باکانه جسارت فقدان ایمان کا وه مرتبهٔ بلند هے جو هر کذب پرست کو نصیب نہیں هو سکتـــا :

این شقاوت بزور بازو نیست !

مگر تعجب هے که مسجد مچهلي بازار کے دو متولیوں کو صرف ایک سال کي حیات نفاق آمیز و پرستش ائمهٔ کفر سے یه مرتبهٔ بلند کیونکر حاصل هوگیا ؟

شیخ مجید احمد نے اپنے دستخط سے جو اشتہار شائع کیا هے اسمیں نہایت بے باکی اور دلیري کے ساتهه لکها هے که " بعد مشورهٔ راجه صاحب محمود آباد ' مسٹر محمد علی ' مولوی فضل الرحمن و چند مسلمانوں کے ' جولائي کو ایک نقشه فٹ پانهه کا .... صاحب کلکٹر بهادر کیخدمت میں پیش کیا گیا "

اس عبارت کا صاف مطلب یه هے که انهوں نے جو کچهه کار روائي کي وه مندجهٔ صدر اشخاص کے مشورے سے کی - اگرچه یه بیان عقلاً بهي صحیح نہیں معلوم هوتا تها ' اور شیخ مجید احمد اور اسکے رشتهٔ نفاق کے حقیقی بهائی کریم احمد کی تمام پچهلي کار روائیاں پیش نظر تهیں ' تاهم خیال هوتا تها که ایک شخص خواه کتنا هي آبرو باخته اور ایمان فروش هو ' لیکن اسطرح ایک چهپے هوے اعلان میں یکسر جهوٹ بولنے سے ضرور شرمائیگا - کچهه نه کچهه اسکی اصلیت ضرور هوگي - اسی خیال سے هم نے نامبرده اشخاص سے پہلے تحقیق کرلینا چاها - اور بذریعه تار دریافت کیا -

مسٹر محمد علی لکهتے هیں : " مجید احمد کا بیان بالکل غلط ا ا . هے - . احمد میرے پاس آیا تها لیکن میں نے اُسے موجوده کار روائی کے بالکل خلاف مشوره دیا ' جسپر عمل نہیں دیا گیا "

سر راجه صاحب محمود آباد لکهتے هیں : " اس کار روائی میں میرے مشوره یا رائے کو ذرا بهی دخل نہیں "

مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا بیان هے : " مجهے اس کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں "

مولوي سید فضل الرحمن تار دیتے هیں : " میري نسبت مجید احمد کا بیان بالکل غلط هے - هرگز هرگز میرا یه مشوره نه تها "

اب ذرا اس شخص کے جهوٹ بولنے کی همت دیکهو که لاکهوں مسلمانوں کو علانیه دهوکا دینے سے نہیں شرماتا ' اور کیسي ماتم انگیز اخلاقي و ایمانی موت اسپر طاري هوگئی هے که چار مسلمانوں کی نسبت تہمت و افتراء کرنے کے خلاف کوئی ایمانی صدا اسکے دل سے نہیں اٹهتی ؟ چند منافقین مفسدین کي وسوسه اندازي اور بعض شیاطین الانس کے پیهم القاء ابلیسی نے اُسے اس طرح اپنے قابو میں کرلیا هے که نه تو مسلمانوں کے دل سے کسی بات کو سونچ سکتا هے ' نه مسلمانوں کی آنکهوں سے کسی چیز کو دیکهه سکتا هے ' اور نه مسلمانوں کے کانوں سے کسی آواز کو سن سکتا هے - بلکه از فرق تا بقدم ایک خول بنگیا هے ' جسکے اندر سے صرف "حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور سلامت " هی کی روح بول رهي هے :

انهم اتخذو الشياطين اولياء من دون الله و يحسبون انهم مهتدون (۷ : ۲۹) کاش ان دونوں کی آنکهیں اپنے اوپر روئیں اور انکا دل اپنے ایمان و صداقت کي موت پر ماتم کرے !

بهر حال هم اس اشتہار کے حصے پر زیاده وقت ضائع کرنا نہیں چاهتے که نه کوئي چیز نہیں هے ' اور اگر کچهه هے تو صرف مسلمانوں کی بد بختی هے که جس مسجد کیلیے موجوده سنین میں انهوں نے سب سے زیاده جان و مال کا انفاق و ایثـار کیا هو ' وه صرف ان لوگوں کے هاتهوں میں چهوڑ دي گئی هے ' تاکه چند بے حقیقت شرارتیں لا کهوں مسلمانوں کو احمق بنائیں ' اور بالاخر کام کرنے والوں کو اُن کے پیچهے [illegible] مارا پهرنا پڑے ' اور انکي مخاطبت میں وقت ضائع کرنا پڑے -

یه سچ هے که ان لوگوں کیلیے ۱۱ - اگست کے مسٹر ٹائیلر کی نگه مهر بڑي قیمتي هے ' مگر انهیں یاد رهنا چاهیے که مسلمانوں کیلیے ۱۱ - اگست کا خون بهی محض بے قیمت نہیں هے اگرچه بد قسمتي سے اسے بے قیمت بنایا گیا - وه کسی طرح بهی راضی نہیں هوسکتے که اس مسئله کی آخری منزل کو بغیر جد و جهد انتهائي کے چهوڑ دیں !

پس في الحقیقت اصلي سوال شیخ مجید احمد و کریم احمد کے اعلانات و مزخرفات و مکذوبات کا نہیں هے ' بلکه مسجد کے مقدس حصهٔ متنازع فیه کي تعمیر کا هے - اور اب فوراً هم کو اسکا

فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیندہ مقامی دباؤ اور تلقینات و وساوس سے اس مسئلہ کو کیونکر محفوظ رکھا جاے ؟

اشتہار میں بڑے زور سے اپنا یہ بہادرانہ کارنامہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے درخواست میں مولانا عبد الباری صاحب کے کسی تار کا حوالہ دیا تھا کہ "بوقت تعمیر اسلامی جذبات کا لحاظ رکھا جائے" مگر معلوم نہیں کہ اسلامی جذبات سے مقصود کیا ہے ؟ اگر "اسلامی جذبات" سے مقصود چند مسلمانوں کے جذبات ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ گذشتہ فہرست خطابات میں ان جذبات کا کافی لحاظ رکھا گیا ' اور اگر آیندہ بھی مسلمانوں کو استرضاء کفر ونفاق کی توفیق ملی تو انشاء اللہ بہت کچھہ لحاظ رکھا جائیگا - لیکن اگر اسلامی جذبات سے وہ جذبات مراد ہوں جنکا لحاظ ۲ - جولائی اور ۱۱ - اگست کو رکھا گیا تھا ' تو ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب اپنے جذبات کی رعایت کے معنی اچھی طرح سمجھہ چکے ہیں ' اور وہ مسٹر ٹائیلر کو اس بارے میں مزید احسانات کیلیے زحمت دینا نہیں چاہتے -

یہ بالکل ایک واضح بات ہے کہ مسجد کی زمین کا جو فیصلہ کیا گیا اس سے حقیقت بین مسلمانوں کو ذرا بھی اطمینان نہ ہوا ' اور اگر بہت سے رزولیوشن اظہار شادمانی کے پاس کیے گئے تو لاکھوں مسلمان غم و غصہ میں متالم و متاسف بھی رہے - تاہم بار بار اطمینان دلایا گیا کہ فٹ پاتھہ کی تعمیر کے وقت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کی جائیگی جس سے ایک حد تک حکم شرعی کا تحفظ ہو جائیگا ' اور صرف یہی سبب ہے کہ بڑی بڑی شدید مخالفتوں کے طوفان جو اس فیصلہ کے متعلق اٹھنے والے تھے ' بڑی دقتوں کے بعد سمجھا بجھا کے روکے گئے - پھر کیا اب فیصلہ کرانے والوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں مسلمانوں کے آگے تکمیل کار و ایفاء مواعید کا ذمہ دار سمجھیں ' اور مسجد کے معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لیکر آخر تک پہنچالیں ؟

اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ متولیوں نے صرف اس منظوری کیلیے نقشہ پیش کیا تھا کہ ویسراے کے فیصلہ کے خلاف تو نہیں ہے ؟ اول تو یہ محض جھوٹ ہے اور اسقدر صریح جھوٹ جس سے زیادہ بیباکانہ جھوٹ نہیں ہو سکتا - نقشہ کا پیش کرانا محض اندرونی تلقینات و وساوس کا نتیجہ تھا جو متصل و پیہم جاری تھیں ' اور اسی کیلیے شیخ کریم احمد لکھنو اور دہلی گیا تھا تا کہ کسی طرح اور لوگوں کو بھی اپنا ساتھی بنا لے - جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر یہ کیا دی کی گئی کہ تین ممبروں کا کورم قرار دیکر ایک براے نام جلسہ قرار دیدیا اور نقشہ منظور کرکے پیش کردیا -

لیکن اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کرلیا جاے ' جب بھی سوال یہ ہے کہ متولیوں کو کس قانون اور عدالت نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ نقشہ کلکٹر کے سامنے پیش کریں ؟ اسکی ضرورت ہی کیا تھی ؟ حسب قاعدہ میونسپل بورڈ میں پیش ہوتا ' اور پھر اسکے بعد حکام کو بھی مداخلت کا موقع حاصل تھا - جو کچھہ ہونے والا ہوتا ہو رہتا -

پھر اس حماقت پر انسان روے یا ہنسے ؟ ابتدا میں تو یہ نادان شخص یہ لکھتا ہے کہ منظوری کیلیے کلکٹر صاحب بہادر کو نقشہ دکھلایا گیا ' مگر آخر میں کہتا ہے کہ "نقشے طیار کراے جارہے ہیں - اس وقت تک طیار نہیں ہوے ہیں جو میونسپلٹی میں داخل کیے جاتے"

سوال یہ ہے کہ اگر نقشے ابتک طیار نہیں ہوے ہیں تو وہ کمبخت نقشہ کونسا تھا جو کلکٹر صاحب کی "غریب پرور" پیشگاہ میں بہ معیت "خان صاحب" و "خان بہادر" حاضر کیا گیا ؟

مدارس اسلامیہ

باز گو از نجد و از یاران نجد

دستور العمل ندوۃ العلماء

ہم نے گذشتہ نمبر میں ندوہ کے مفاسد پر نظر ڈالتے ہوے انہیں دو قسموں میں منقسم کردیا تھا - ایک اصل قانون اور کانسٹی ٹیوشن کے مفاسد - دوسرا عدم نفاذ قانون کا افساد عظیم کہ جیسا کچھہ دستور العمل موجود ہے ' اسپر بھی عمل نہیں ہوتا - پہلی قسم کی چند مثالیں دی تھیں - دوسری قسم کی مثالیں پیش کرنا باقی ہیں -

دستور العمل کی خلاف ورزیوں کی مختلف صورتیں ہیں - ہم صرف چند نہایت اہم اور بنیادی باتوں کو لے لینگے - اگر جزئیات و عام طرز عمل کو پیش نظر رکھیں تو یہ داستان بہت طول طویل ہے -

مثلاً دستور العمل حال کی دفعہ ۵ ہے :

" رکن ندوۃ العلما وہ شخص ہوگا جسکو جلسۂ انتظامیہ متذکرہ دفعہ ۱۵ منتخب کرے "

دفعہ ۱۵ جسکا اس دفعہ میں حوالہ دیا ہے یہ ہے :

" ندوۃ العلماء کی تین قسم کی مجلسیں ہونگی : مجلس انتظامی ' مجلس خاص ' مجلس عام "

اسکے بعد " رکن " کے متعلق حسب ذیل بیان اور ہے :

" (الف) رکن وہ شخص منتخب ہوسکیگا جو علاوہ خیرخواہ ندوۃ العلماء ہونے کے طبقۂ علما یا مشائخ میں سے ہو - تحریر یا تقریر میں با کمال مشہور ہو ' یا کسی قسم کی قابلیت خاص رکھتا ہو - (ب) ہر رکن پابند اداے زر چندہ کم از کم دو روپیہ سال ہوگا بشرطیکہ مجلس انتظامی اسے مستثنی نہ کردے "

ان دفعات سے واضح ہوا کہ ندوۃ العلما کی ترکیب تین قسم کے ممبروں سے ہے : ممبران انتظامی ' ممبران خاص ' ممبران عام -

ممبران عام وہ ہیں جو اقلاً دو روپیہ سالانہ دیں ' اور علما و مشائخ سے ہوں ' مقررین و کاملین میں سے ہوں ' یا کوئی اور نمایاں قابلیت رکھتے ہوں -

ایسے ممبروں کو مجلس انتظامیہ حسب دفعہ ۱۵ " منتخب " کریگی -

لیکن لوگ اس واقعہ کو سنکر حیرت و تعجب سے چیخ اٹھینگے کہ ندوۃ العلماء میں آجتک دستور العمل کی اس بنیادی اور اساسی دفعہ تک پر کبھی عمل نہیں کیا گیا ' اور آجتک مجلس انتظامی نے نہ تو ارکان کو کبھی باقاعدہ منتخب کیا ہے اور نہ انکی کوئی فہرست بنائی ہے ' اور نہ ان میں سے کسی شخص کو اسکا احساس اور خیال ہے !

جس مجلس کے کارکنوں کا یہ حال ہو کہ آجتک ممبروں کا انتخاب تک نہوا ہو اور کسی رکن انتظامی کو اسکا حس بھی نہو ' ظاہر ہے کہ اس سے عام دفعات قانون کی پیروی اور دیانت دارانہ پابندی کی کیا امید کی جاسکتی ہے ؟

دهلی میں ۹ مئی کی شام کو ایک جلسۂ شوریٰ حسب تحریک نواب محمد اسحاق خان صاحب منعقد ہوا تھا - اسمیں اکثر حضرات ندوہ و عہدہ داران حال موجود تھے اور انکے سامنے ایک ایک کرکے اصلاح طلب امور بیان کیے گئے تھے - مغرب کے بعد کی صحبت میں جب اس مسئلۂ کو پیش کیا گیا تو مسٹر ظہور احمد وکیل لکھنؤ و رکن انتظامی ندوۃ العلما نے جواب دیا کہ " چونکہ آجتک کسی شخص نے ہم سے اسکا مطالبہ نہیں کیا ' اسلیے جلسۂ انتظامیہ نے ممبر منتخب نہیں کیے "!! اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک عام پبلک ندوہ سے اپنا حق بزور و جبر طلب نہ کریگی ' اس وقت تک اسکے حقوق پا مال ہوتے رہینگے - اور مجلس کی اساسی و بنیادی دفعات تک پر عمل نہیں کیا جایگا !

یہ جواب اس لحاظ سے تو صحیح ہے کہ اب پبلک اسی اصول پر عمل کرنا چاہتی ہے اور ندوہ کو اشخاص سے واپس لینے کیلیے آمادہ ہوگئی ہے ' لیکن اس سے ارکان ندوہ کے اخلاق و اصول کا جو ثبوت ملتا ہے ' وہ نہایت مکروہ و افسوس ناک ہے -

یہ تو ارکان عام کا حال تھا - ارکان انتظامیہ کا حال اس سے بھی زیادہ تمسخر انگیز ہے -

مجلس انتظامیہ سے مقصود مینیجنگ کمیٹی ہے - یہی کمیٹی مجالس کا جزو کل انجام دیتی ہے ' اور اسی کے ممبر اسکی ہستی کے اصلی ارکان و جوارح ہوتے ہیں - ندوہ کا کانسٹی ٹیوشن اس اصول پر قرار دیا گیا ہے کہ مینیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب دو سال کیلیے ہوتا ہے - پس ایک مدت کے ختم ہونے کے بعد پھر از سر نو انتخاب ہونا چاہیے - ممبروں کی تعداد ندوہ کے سابق و حال ' دونوں دستور العملوں میں ۳۵ یا ۳۶ رکھی گئی ہے - لیکن دار العلوم کے سنگ بنیاد رکھنے کے موقعہ پر ایک بے قاعدہ جلسہ کرکے ۱۵ ممبر اور بڑھا لیے گئے تھے - اسطرح ۳۶ کی جگہ اب ۵۱ سمجھی جاتی ہے -

تمام دنیا میں دو سالہ یا سہ سالہ ممبروں اور عہدہ داروں کے انتخاب کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ کسی عام گروہ سے ایک خاص تعداد کے اعضاء منتخب کیے جائیں ' اور دو سال کے بعد یا تین سال کے بعد جب انکا زمانہ ختم ہوجاے تو پھر از سر نو انتخاب کیا جاے - اس انتخاب میں اگر سابق ہی کے ممبر اور عہدہ دار پھر دوبارہ منتخب ہوگئے تو وہی ممبر ہوجائینگے - ورنہ نئے اشخاص رائیں حاصل کرکے اپنے تئیں منتخب کرائینگے -

لیکن ندوہ میں انتخاب کے معنی یہ سمجھے گئے ہیں کہ ایک مرتبہ جو شخص انتظامی ممبر منتخب ہوجاتا ہے گو قانوناً وہ صرف دو سال کے لیے ہوتا ہے ' لیکن عملاً لاالف ممبر ہوتا ہے - جب ۳۶ یا ۵۱ ممبروں کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو وہی لوگ باہمدگر رائیں دیکر پھر اپنے تئیں منتخب کرلیتے ہیں ' اور جب چاہتے ہیں اور آدمیوں کیلیے بھی رائیں دیدیتے ہیں !

لیکن ایسا کرنا قانون کی ہنسی اور مجلس کا تمسخر ہے - اور اس درجہ کی خلاف ورزی ہے جس سے زیادہ قانون کی خلاف ورزی تصور میں نہیں آسکتی - جو لوگ دو سال کیلیے منتخب ہوتے ہیں ' بمجرد انقضاء مدت دو سالہ ' انکی ممبری ختم ہوجاتی ہے اور اسکے بعد وہ ممبر رہتے ہی نہیں - پس نہ تو انہیں ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے اور نہ وہ کسی طرح کی باقاعدہ کارروائی کرنے کے مجاز ہیں - اسکے بعد پھر از سر نو انتخاب ہونا چاہیے اور کسی دوسری جماعت کی آواز اسکے لیے حاصل کرنی چاہیے - اگر دوبارہ وہی لوگ منتخب ہوجائیں تو البتہ رکن انتظامی ہیں - لیکن جبکہ وہ ممبر رہے ہی نہیں تو انکا ووٹ کیا معنی رکھتا ہے ؟

۹ - مئی کے جلسۂ شوریٰ منعقدۂ دهلی میں جب یہ مراتب پیش کیے گئے تو تمام جلسہ حتی کہ حضرات ندوہ کے اعوان و انصار تک حیرت و تعجب سے دم بخود رہگئے ' اور تمام ارکان ندوہ میں سے ایک شخص بھی کوئی معقول جواب نہ دیسکا ' اور بالآخر تسلیم کرنا پڑا -

اصل یہ ہے کہ ندوۃ العلما میں قانون اور عمل عرصے سے الفاظ مہمل ہیں - مولانا شبلی نعمانی ' شیخ عبد القادر - بی اے ' بابو نظام الدین ' خواجہ غلام صادق وغیرہ ارکان نے اندر ہی اندر اسے درست کرنا چاہا - ایک جماعت انکی مخالف ہوگئی - وہ انکی مخالفت میں قانون کی جگہ خود مختاری اور بے قاعدہ جتھا بندی سے کام لیتی رہی - مذہبی الزامات کو آلۂ کار بنایا گیا ' اور ہر سعی اصلاح کی جو اس جانب سے ظہور میں آئی مخالفت ہوئی - نتیجہ یہ نکلا کہ آٹھ برس کی نئی جد و جہد میں بھی ندوہ کا نظام درست نہوسکا - مولانا شبلی نے غلطی یہ کی کہ ان تمام باتوں کو گوارا کرتے رہے ' اور ہمیشہ یہ خیال کیا کہ کسی نہ کسی طرح کام کو چلاتے رہنا چاہیے - وہ سمجھے کہ دار العلوم کے اندر کام کرنے کی مہلت ملتی رہے تو کافی ہے - حالانکہ جس وقت تک ایک چیز کا کانسٹی ٹیوشن ہی درست نہو ' اس وقت تک وہ کیونکر مستحکم ہوسکتا ہے ؟

چند موٹی موٹی مثالیں قانونی خلاف ورزیوں کی اور بھی ہیں جنھیں اس سے پہلے بہ تفصیل بیان کیا جاچکا ہے ' اور انکی واقعیت کو جلسہ شوریٰ دهلی میں حضرات ندوہ کو تسلیم کرنا پڑا - مثلاً ۱۸ ۱۹ - ۲۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ کے جلسۂ خاص و انتظامی میں جو کارروائی کی گئی ' وہ نہ صرف دستور العمل ندوہ کے خلاف تھی بلکہ مجالس و مجامع کے عام قوانین و نظام کے لحاظ سے بھی یکسر باطل ہے -

(حاصل مطالب)

ان چند مثالوں کے پیش کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ندوہ کا فساد صرف قانون کے نقائص ہی کا نہیں ہے بلکہ اسکے عمل کا بھی ہے - موجودہ حالت میں نہ تو دستور العمل درست ہے اور نہ دستور العمل پر کوئی عمل کرتا ہے - اب اگر اسکی اصلاح اور درستگی ہوسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ پہلے ایک صحیح اور صالح قانون بنایا جاے ' اور پھر اُن وسائل کو بھی عمل میں لایا جاے جنکے بعد ندوہ کا قانون صرف روئدادوں کے ساتھ تقسیم کردینے یا دفتر کی کہنہ الماریوں میں غذاے کرم ہونے کیلیے نہ رہجاے بلکہ اسپر ٹھیک ٹھیک عمل بھی ہو - اور جس طرح ایک اسلامی مجلس کو نظام شرعی و دینی کے مطابق ہونا چاہیے ' ٹھیک ٹھیک اسی طرح وہ اپنے کاموں کو انجام دے -

اگر ایسا ہوگیا تو ندوہ کا نظام درست ہوجائیگا اور اغراض و مقاصد کو تخریب کار کی ویسی مہلت نہ ملسکے گی جیسی کہ اب تک بدبختانہ ملتی رہی ہے - اسکے بعد اسکے مقاصد کی حقیقی تکمیل اور اسکے کاموں کی معنوی روح عمل کا مسئلۂ اہم و اعظم ہے جسپر متوجہ ہونا چاہیے ' لیکن جب تک نظام درست نہوگا اور استبداد و خود مختاری اور شخصیت و حکومۃ مطلقہ کا شجرۂ خبیثہ بالکل جڑ سے کاٹ نہ دیا جائیگا ' اس وقت تک ہر طرح کی تخم ریزی اور آبپاشی اس سرزمین میں بالکل بیکار ہوگی -

آئندہ نمبر میں ہم ترمیم شدہ دستور العمل پر نظر ڈالینگے -

حزب الله

الا ان حزب الله هم الغلبون!

۱۳ ۳۰

„ دار الجمـــاعـــة “ كـــي تاسيس

شهر رمضان الذي انزل فيه القران !

" واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل : ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ! ربنا واجعلنا مسلمين لك و من ذريتنا امة مسلمة لك ' و ارنا مناسكنا وتب علينا ' انك انت التواب الرحيم ! " (۲ : ۱۲۲)

الحمد لله كه توفيق الهي مسبب الاسباب هوئي' اور گذشته اتوار كے دن كه رمضان المبارک كا آغاز تها ' عصر و مغرب كے درمياني وقفه ميں حزب الله كے " دار الجماعة " كا بنيادي پتهر نصب كرديا گيا : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم !

(مسئلۂ تعميرات)

" حزب الله " كے تمام كاموں كي تكميل كيليے سب سے مقدم كام ايک مركزي دارالجماعة كي تاسيس تهی - بغير اسكے نه تو جماعة كے مختلف مدارج كي تعليم و تربيت كا انتظام هوسكتا تها ' اور نه اخوان جماعة كي مجتمعه مجاهدات كا سلسله شروع هوسكتا تها -

اسكي تكميل كي آسان اور قدرتي صورت تو يه تهي كه عام طور پر چنده كي فهرست كهولي جاتي ' يا اقلاً جو مخلصين ملت جماعة ميں شريک هو چكے هيں ' انكو اطلاع دي جاتي كه وه ايک ابتدائي رقم كا اس كام كيليے انفاق كريں - اگر ايسا كيا جاتا تو الحمد لله اخوان جماعة كا اتنا وسيع حلقه موجود هے كه دو هفته كے اندر ايک گرانقدر رقم جمع هو جاسكتي تهي -

آجكل كے تمام كاموں كا طريق عمل يهي هے - ليكن يه كام ابتدا سے جس اسلوب پر اٹهايا گيا هے اور اسلاف صالحين و مومنين اولين (الذين سبقونا بالايمان - رضی الله عنهم و رضوا عنه) كے جو نمونے پيش نظر هيں' الحمد لله وه اس سے بهت ارفع و اعلی هيں كه اس كام كو رسمي طريقوں سے آلوده كيا جاے - انجمنوں كے چندوں اور ممبري كي فيس كے روپيوں سے كالج بن سكتے هيں ' اور لوگوں كو اسكولوں كے بورڈنگ هاوسوں ميں كرايه ديكر ركهوايا جا سكتا هے ليكن دين كي خدمت نهيں هو سكتي - خدا كے كاموں كيليے صرف خدا كے بخشے هوے جوش اور دل كے خود بخود اٹهے هوے ولولوں هي كي ضرورت هے - چندوں كي فهرستوں كي رقميں دل كا ولوله اور قرباني كا عزم كهاں سے لائينگي ؟ همارے ليے خدمت دين و ملت كا اصلي اسوۂ حسنه صحابۂ كرام اور مومنين اولين رضوان الله عليهم اجمعين كي زندگي هے - بلا شبه ان ميں سے ايک ايک مومن قانت نے اپنا تمـــام مال و متاع راه حق ميں لٹا ديا ' اور بلا شبه جماعتوں اور گروهوں نے مل جلكر بڑے بڑے ملي جهادوں اور اسلامي دفاعوں كے ساز و سامان كي فراهمي ميں حصه ليا ' مگر اس طرح نهيں كه لوگوں سے چندے لكهواے گئے هوں اور فهرستوں پر جبر آميز الحاح و التجا سے دستخط كرالے گئے هوں' بلكه حالت يه تهي كه خدا نے انكے دلوں كو خود بخود خدمت حق كيليے كهولديا تها - اور انكے سينوں كا انفاق في سبيل الله كيليے كچهه اسطرح انشراح هوگيا تها كه خود انحضرة صلی الله عليه وسلم بارها انهيں روكتے تهے اور حقوق اعزاء و اقارب كا خيال دلاتے تهے ' مگر وه اپنا تمام مال و متاع لا كر آپكے قدموں پر نثار كردينا چاهتے تهے ! حضرت صديق رضی الله عنه كا انفاق سب كو معلوم هے - جب آپ سے پوچها گيا كه گهر ميں كيا چهوڑ آے هيں ؟ تو فرمايا كه الله اور اسكے رسول كو :

آنكس كه ترا جويــد ' جانــرا چــه كند ؟
فرزند و عيال و خان و مان را چه كنــد ؟
ديوانه كني هـــر دو جهـــانش بخشي
ديوانۂ تو هر دو جهـــان راچه كنــد ؟

يهي وه درجۂ عظيم اور مقام رفيع تها ' جسكي بنا پر آنحضرة نے فرمايا تها : " اني احب ابابكر لا بكثرة صلاته و لا بكثرة صيامه ' ولكن بشي وقع في قلبه " ميں ابو بكر كو دوست ركهتا هوں مگر نه تو اسليے كه وه بهت نماز پڑهتا هے ' نه اسليے كه بهت روزه ركهتا هے بلكه صرف اس چيز كے ليے - اسكے دل ميں هے - ان الله لا ينظر الی صوركم و اعمالكم و لكن ينظر الي قلوبكم و نياتكم !

معمورۂ دلے اگـــرت هست بازگـــوے
كيں جا سخن به ملک فريدوں نمی رود !

غربة اولی و عود الی الغربة

اسلام كي ابتدا غربت سے هوئی تهي' اور آے غربت ميں دوباره مبتلا هوے كي خبر ديگئي هے - بدء الاسلام غريباً وسيعود الي الغرباء - اج پهر اسلام پر غربة اولی كا سا عالم چها گيا هے - پس وهي مومنين مخلصين اسكے سچے خادم هوسكتے هيں ' جو اسكے عهد ابتدائي كے خادموں اور جاں نثاروں كی طرح اپنے جان و مال كو اسپر نثار كرديگے - آج اگر هر طرف ابو سفيان اور ابو جهل كي ذريه نے ديار اسلاميه كا احاطه كرليا هے ' تو ضرورت هے كه مهاجرين مكه اور انصار مدينه كے متبعين صادقين بهی هر طرف پيدا هوجاليں ' اور اگر دشمنوں نے دوباره حمله كيا هے تو دوستوں كو بهي دوباره نكلنا چاهيے - آج هميں نه محض مامون الرشيد كا بيۃ الحكمة فائده دےسكتا هے ' نه صرف صلاح الدين

ایوبي کي تلوار اور نه ابن سبکتگیں کا خزانه - کیونکه یه درمیانی عہد کي کڑیاں تھیں اور اب هم پھر اپني ابتدائی غربت کي طرف ھٹ آے هیں - هم کو اُن سب کي جگه مہاجرة و ذهاب الی الله کا وہ ولوله چاهیے جو جعفر طیار نے هجرة حبشه میں دکھلایا - هم کو وہ خلوص و جاں نثاري چاهیے جو غار ثور میں صدیق اکبر اور اسد الله الغالب نے دکھلائي : اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا - هم کو وہ جوش انفاق في سبیل الله چاهیے جو هجرت مدینه کے دن انصار مدینه نے دکھلائي ' اور اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنا گھر بار تک سونپ دیا : فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه - هم کو وہ جذبهٔ جہاد اور عشق قتال في سبیل الله درکار ہے جسکي لسان الہي نے مدحت سرائي کي : اذلة علي المومنین اعزة علي الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم ( ) هم کو وہ بھائیوں کي سي برادري اور سپاهیوں کي سي فوج چاهیے جسکي نسبت وحي الہي پکار اٹھي تھی :

اشداء علی الکفار رحماء بینهم ! کافروں کیلیے نہایت سخت مگر آپسمیں نہایت رحم والے '

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ! (۱۰ : ۸۶)

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ، وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ !! (۱۰ : ۸۸)

هم کو " بدر " چاهیے اور هم " احد " کے دامن کے متلاشي هیں - همارے دکھه کی دوا انصار مدینه کی اُن عورتوں کے پاس ہے جو اپنے سات سات عزیزوں کی موت کی خبر سنتي تھیں ' مگر محبوب رب العالمین کی سلامتی کا مژده انکی آنکھوں کو اشکبار هونے کی جگه خوشی سے چمکا دیتا تھا - هم مردوں کو اُن جاں فروش جبهه نشینوں کے آگے کرنا چاهیے جو اپنے سینوں کو تیروں کي بارش سے چھلنی کردیتی تھیں مگر رسول الله کے جسم مبارک کے سامنے سے نہیں هٹتی تھیں که مبادا دشمنوں کا نشانه اُس وجود مقدس کو صدمه نه پہنچادے جسکے قیام سے تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا قیام ہے !!

من و دل گر فدا شدیم چه باک
غرض اندر میاں سلامت اوست !

همارے اسلاف کرام میں بڑے بڑے فاتح' بڑے بڑے سلاطین' اور بڑے بڑے مالک خزائن و اموال گذرے هیں مگر اب هماري زندگی بغداد کے دار الخلافة اور دهلي کے تخت عظمت و جلال کي یاد میں نہیں ہے' بلکه مدینه کي ایک خس پوش مسجد کے صحرا و صعا لیک کي یاد کے اندر ہے - الله اکبر! وہ فقراء مقدسین که انکا واسطه دیکر سید المرسلین حضرة الہي میں دعاء فتح مانگتے تھے! وکان رسول الله صلی الله علیه و سلم یستفتح بصعالیک المهاجرین!

مگر آه' میں تنہا هوں اور میرے دل کا ساتھی کوئي نہیں کس کے پاس جاؤں اور جو سمجھتا هوں وہ کسے سناؤں؟ نه تو قسطنطنیه میں اُن صداؤں کیلیے کان هیں' نه ورود نیل کا کنارہ انکے لیے طیار ہے' اور نه اس مرغزار هند کي گلیوں میں کوئي راهرو ہے جو ان صداؤں کے سننے کیلیے ٹھہر جاے :

کس زبان مرا نمي فہمد
بعزیزاں چه التماس کنم ؟

زمانه جن کاموں میں مبتلا ہے اور کام کرنے والي قوتیں جن راهوں میں بھٹک رهی هیں' وہ همیں کچھه بھي نفع نہیں پہنچا سکتیں - لوگوں نے نه تو منزل مقصود کو پایا ہے اور نه اُسکي راه هي پہچاني ہے - مکان معلوم هو تو راه میں بھٹک جانے کا چنداں غم نہیں' کیونکه کبھي نه کبھي ٹھیک راه پر لگ هي جائینگے - لیکن مصیبت یه ہے که اپنے گھر هي کو بھول بیٹھے هیں - پھر راه خواه کتني هي پر فضا اور خوشنما هو' مگر جس قدر چلتے رهینگے' منزل سے دور هي هوتے جائینگے - کیونکه راه اچھي ہے مگر منزل فراموش کردي گئي ہے - ممکن ہے که کسي عالیشان محل کے دروازے پر پہنچ جائیں مگر اس طرح چلکر همیں همارا گم شده جھونپڑا تو نہیں ملسکتا!

عجب مصیبت ہے - نه تو کھول کر بیان کیا جاسکتا ہے اور نه بغیر کہے چین پڑتا ہے :

مثال ما لب دریا و آب مستسقي ست
دهند شرق ولے رخصت نظر نه دهند !!

الله کے هاتھه میں ہے که وہ تنہائي کو جماعة سے' انفراد کو کثرت سے' غربت کو عظمت سے' اور التجاؤں کو اجابت سے بدلدے : و لقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة !

(اتباع اسوة "محمد رسول الله و الذین معهم")

بہر حال آج جو کام مختلف شاخوں میں هو رهے هیں' انھیں هونے دو - لیکن خدمت دین و ملت کیلیے ضروري ہے که اپنے عزائم کو بلند کرو' اپني نظروں کو سامنے سے هٹا کر اوپر کرو' اپنا قبلهٔ رخ سامنے کے مناظر کو نہیں بلکه عقب کی چھوٹي هوئي منزلوں کو بناؤ' اور اپنے تمام کاموں میں صحابهٔ کرام اور سلف صالح کي پیروي و اتباع کی حیثیت ثابته پیدا کرو - خواه وہ مسئلهٔ مال و متاع هو' یا مسئلهٔ جان و دل - خواه وہ کاموں کا آغاز هو یا ارادوں کا انجام' اور خواه' وہ امن کی طیاري هو یا جنگ کی پکار -

اس سلسلے میں وربند کی گراهمي کا مسئله بڑا هي نازک مسئله ہے - یه ظاهر ہے که هر طرح کے کاموں کیلیے اسکي ضرورت هوتي ہے اور دعوه و تبلیغ اور اعلاء کلمه و تحریک ملت کے کام بھی بغیر اسکے انجام نہیں پا سکتے - لیکن ساتھه هي اسکا وجود اور اعانه کا عام پھیلاؤ طرح طرح کے مہلکات و موانع کا موجب بھي هو جاتا ہے' اور همتوں کیلیے اسمیں بڑي هي ٹھوکریں اور نیتوں اور طمانیتوں کیلیے اسمیں بڑے هی خدشات هیں -

سب سے زیاده یه که کام کا دار و مدار دل کي جگه جیب پر هوجاتا ہے' اور نیتوں اور ارادوں میں وہ سکون و انشراح باقي نہیں رهتا جو بغیر اسکا قدم درمیان آے کاموں کو حاصل ہے - اسلیے اگلا اس طرح کے کاموں کي ابتدا کو تو ضعفاء قلوب کیلیے آزمایش نه بنانا

چاهیے' اور پبلک کي طرف سے کوئي ایسي ذمه داري نہیں لے لیني چاهیے جو اصل مقصد میں خلل انداز هو اور جسکے بعد کام' وقت' مصالح عمل' اور مقتضیات پر نظر نہیں رکھي جاسکے' بلکه تاجروں اور دکانداروں کي طرح هر وقت شراکت داروں کو بتلاتے رهنا پڑے که کیا کام کیا جا رها هے؟ کیونکر کیا جا رها هے؟ اور اس وقت تک تحویل میں کتنا آیا هے؟

اس طرح تمام قومي کام کیے جاسکتے هیں مگر دعوة و تبلیغ کے کام نہیں هوسکتے جن میں بسا اوقات متجسس سوالوں کا جواب دینا بھي جائز نہیں هوتا :

کیں زمیں را آسمانے دیگر ست!

ان تمام باتوں سے بھي بڑھکر یه که اس وقت تک تجویزوں کے اعلان اور اعانتوں کے غلغلوں کے بہت سے تجربے هوچکے - اب ایک ایسا تجربه بھي کرنا چاهیے که پہلے کام شروع هوجاے اسکے بعد لوگوں کو اعانت کي دعوت دي جاے -

(اذا اراد الله شیئاً هیئاله اسبابه)

سو الحمد لله که الله تعالی کي توفیق راهنماے کار هوئي - اس نے اسکا سامان حسب التجا و آرزو خود بخود کردیا' اور وہ اپنے دروازوں کے سائلوں کو کبھي دوسروں کے دروازوں پر نہیں بھیجتا:

و من یتوکل علی الله فهو حسبه (۶۵ : ۳)

اور جس نے الله پر بھروسه کیا سو الله کي اعانت و نصرت اسکے لیے بس کرتي هے! اور کیا اسکے خزائن رحمت اسکے بندے کیلیے کافي نہیں که وہ اسے دوسروں کے دروازوں پر بھیجے؟

الیس الله بکاف عبده (۳۹ : ۴۲)

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ، وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ، فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا بِاللهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ! (۲۲ : ۷۸)

دار الجماعة کیلیے سب سے پہلا سوال زمین کا تها - زمین کا مسئله کلکته اور بمبئي میں جس درجه مشکل مسئله هے اسکا اندازہ صرف وهي لوگ کرسکتے هیں جنهیں ان شہروں میں رهنے کا اتفاق هوچکا هے -

قیمت کے بعد پھر دوسرا اهم سوال زمین کے محل و موقع کا تها - اس کام کیلیے سب سے پہلی شرط یه تهی که زمین شہر سے باهر اور آبادي سے دور هو - دلوں کی بستی همیشه ویرانوں هی میں آباد هوئی هے' اور شہروں کی آبادي سکون خاطر اور استغراق قلب کے کاموں کیلیے سب سے بڑا مہلکه هے - آبادي کے پر شور میدانوں میں کام کرنے سے پہلے ضرور هے که باهر کی خاموشي اور سناٹے میں اپنے تئیں طیار کرلیا جاے' کیونکه شہروں کے اندر صرف انهی لوگوں نے کام کیے هیں جنهوں نے شہروں سے باهر اپنی زندگی کا کچهه حصه بسر کرلیا هے - بلا شبه شہروں کی رونق بڑي هي کار آمد اور قیمتي هے مگر کاموں کے اتمام کیلیے نه که آغاز کیلیے -

بعض مصالح عظیمه کي بنا پر دار الجماعه کیلیے کلکته هی کو سردست منتخب کرنا پڑا تها' تاهم ضرور تها که آبادي کے کسي غیر آباد کنارے میں اسکے لیے جگه نکلتي -

ابسے اٹھارہ سو برس پہلے رومیوں کے عظیم الشان شہر انطاکیه کے ایک کنارے سے دعوة حق کي صدا اٹھی تهي - وہ ایک پاک روح تهي جس نے لوگوں کو نبیوں اور رسولوں کے اتباع کي طرف بلایا تها' اور کہا تها که ان بتوں کي پوجا چهوڑ دو جو تمهیں کچهه بھي نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے :

وجاء من اقصی المدینة رجل یسعی' قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجراً وهم مهتدون - وما لی لا اعبد الذی فطرني والیه ترجعون؟ ءاتخذوا من دون الله آلهة ان یردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شیئاً ولا ینقذون - (۳۶ : ۲۳)

اور شہر کے کنارے سے ایک آدمي دوڑتا هوا بڑها - اس نے کہا که اے میري قوم کے لوگو! سچائي کے ان رسولوں کے حکموں کو مان لو' ایسے لوگوں کي اطاعت کرو جو تمهیں گمراهي سے نجات بخشتے هیں اور پھر اپني محنت اور خدمت کا کوئي بدله بھي نہیں مانگتے - مجهے کیا هوگیا هے که میں ایسي کهلي اور صریح تعلیم سے آنکهیں بند کرلوں اور جس پروردگار نے مجهے پیدا کیا هے اسکي پرستش سے انکار کروں؟ حالانکه تم سب اسي کي طرف لوٹا کر لاے جاؤگے -

رومیوں کے عظیم الشان شہر کے کنارے سے یه آواز اٹهي جبکه خدا کے رسولوں کو جهٹلایا جا رها تها اور احکام الهیه کي هنسي اڑائي جارهي تهي - اس نے "امنت بربکم" کا اقرار کیا' اور سچے رسولوں کي پیروي کي راہ میں ان بڑي بڑي دنیوي سزاؤں اور جسماني عقوبتوں کي پروا نه کي جو بت پرستوں کي آبادي میں خدا پرستوں کو دي جا رهي تهیں - حتی که اسي راہ میں شہید هوگیا - کلکته بھي آج هندوستان کي سب سے بڑي آبادي هے اور دنیا خداے واحد کو بهلا کر ضلالت و باطل پرستي کے بہت سے بتوں کو اسکي جگه دے رهي هے - پس آؤ که هم سب بھي یک جا مجتمع هوں' تا که شہر کے ایک کنارے سے نمودار هوکر رسولوں کے اتباع کي دعوة دیں' اور مقدس جنموں کے ایمان و عمل کي پکار بلند کرکے خدا کے بندوں کو خدا کي طرف بلائیں - عجب نہیں که همارے عاجز و درمانده بندگي قبول کرلي جاے' اور انطاکیه کي اس شہید روح کي طرح هم بھی بشارت پائیں :

قیل ادخلی الجنه! قال یالیت قومي یعلمون بما غفرلي ربی وجعلني من المکرمین! (۳۶ : ۲۵)

پس اسے بشارت ملي که جنت کي حیاة طیبه میں داخل هوجا! اس وقت اس نے کہا که کاش میري قوم جانتي که میرے پروردگار نے مجهے کس طرح بخش دیا اور اپنے نوازے هوؤں میں شامل کرلیا!

(مخلص قدیم حاجي مصلح الدین صاحب)

چنانچه الله تعالی نے اسکا یه سامان کیا که مخلص و محب قدیم جناب حاجي مصلح الدین صاحب کو اس خدمت جلیل و عظیم کیلیے بلا تحریک و تشویق خود بخود طیار کردیا - انکي ملکیت میں ایک وسیع قطعهٔ زمین شہر کے مشرقي کنارے میں موجود تها - یه حصه برخلاف شہر کے تمام اطراف کے اب تک نسبتاً غیر آباد هے' اور حدود میونسپلٹي سے کچهه فاصلے پر واقع هے - حاجي صاحب نے اس خدمت کیلیے اس قطعه کو وقف کردیا -

حاجي صاحب موصوف کے تعلقات اس فقیر کے خاندان سے نہایت قدیمي هیں' اور اس زمانے سے هیں جبکه اب سے چالیس سال پہلے حضرة والد مرحوم پہلي مرتبه مکهٔ معظمه سے کلکته تشریف لاے

تھے - والد مرحوم کو انکي محبت و خلوص پر بڑا هي اعتماد دیا گیا تھا ' اور وہ همیشه انکے جوش ایماني اور محبت دیني کو اور لوگوں کے سامنے بطور نمونے کے پیش کیا کرتے تھے - اس سلسلۂ ارشاد اور اخوان طریقت کي خدمت و اعانت میں بارها أنهوں نے بڑي بڑي گرانقدر رقموں سے انفاق کیا ' مگر سچ یه هے که " حزب الله " کے دار الجماعه کي تاسیس کا شرف ان تمام خدمات سے بدرجها ارفع و اعلی تھا ' اور جزو کے مقابلے میں کل کا حکم رکھتا تھا - پس کچھه شک نہیں که یه الله تعالی کا فضل مخصوص هے که اس خدمت کي توفیق بھي بالاخر انهي کے حصے میں آئي :

و ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ' والله ذوالفضل العظیم !

پھر صرف اتنا هي نہیں ' بلکه دار الجماعة کي عمارتوں میں سے دار الارشاد کي تعمیر کے تمام مصارف بھي انهوں نے اپنے ذمے لے لیے هیں اور یهي سب سے زیاده مقدم و اهم عمارت تھي : الذین ینفقون اموالهم في سبیل الله ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذی ' لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ! (٢:٢٦٤)

(دار الارشـــاد)

بالفعل " دار الجماعه " کو صرف تین عمارتوں میں تقسیم کیا گیا هے تاکه جلد سے جلد کام شروع هوسکے - بقیه عمارات کیلیے کافي زمین مناسب و موزوں تقسیم کے ساتھه چھوڑ دي گئي هے -

اولین عمارت " دار الارشاد " هے جسکو آجکل کي اصطلاح میں لکچرروم یا ایوان درس سمجھنا چاهیے - یه ایک بہت بڑا و سیع هال هوگا جسمیں به یک وقت کئي سو آدمیوں کے درس کي گنجایش هوگي - تعلیم و ارشاد کا صیغه بغیر اس عمارت کے شروع نہیں هوسکتا تھا ' اسلیے اسے مقدم رکھا گیا - حاجي صاحب نے علاوه زمین کے اس عمارت کے تمام مصارف بھي اپنے ذمے لیلیے هیں -

دار الارشاد کے بالکل سامنے ایک نہایت خوشنما اور شاندار مسجد هے جسکي تعمیر گذشته سال ختم هوگئي - مسجد کا هال ٥٠ فٹ لنبا هے اور ایک وسیع صحن اسکے علاوه هے - مسجد مقدس کی تعمیر سب پر مقدم تھي ' سو الحمد لله وہ مکمل موجود هے -

دار الارشاد کے ساتھه هي کتب خانه هوگا اور اس عاجز نے اراده کرلیا هے که اپنا ذاتي کتب خانه وهیں منتقل کردے -

دار الارشاد اور کتب خانے کے دونوں جانب مسلسل کمروں کي قطاریں هونگي - جنمیں سامنے برآمده ' عقب میں غسل خانه ' اور وسط میں ایک کشاده کمره هوگا - اسکے لیے اتني جگه موجود هے که انشاء الله به یک وقت کئي سو آدمیوں کے رهنے کي جگه نکل آئیگي - سردست کام کے جلد جاري کردینے کیلیے اولاً ایک سلسله مکمل هوجانا چاهیے ' تاکه ایک کافي تعداد دعاة و مهاجرین کي وهاں مقیم هوسکے - ایک بڑے کمرے کي لاگت ایک ایک هزار روپیه قرار پائي هے ' اور امید هے که الله تعالی بہت سے ایسے لوگوں کو بھیج دیگا جو کم از کم ایک ایک کمرے کی تعمیر اپنے ذمے لے لینگے -

(تـــاسیس دار الارشـــاد)

جناب حاجي صاحب کا اصرار شدید تھا که جہاں تک جلد ممکن هو بنیادي پتھر نصب کردیا جائے ' مگر بعض وجوه سے میں تاخیر کررها تھا -

لیکن اسي اثناء میں رمضان المبارک کا ورود هوا - یه وہ ماه مبارک هے جو برکات سماویه کے نزول کا منبع اور سعادت عالم کے آغاز کا عهد اولی هے - : شهر رمضان الذي انزل فیه القرآن !

پس اس ماه مبارک سے بڑھکر دار الجماعه کي تاسیس کیلیے اور کونسا وقت مبارک و میمون هوسکتا تھا ؟ چنانچه اتوار کا دن اس غرض سے قرار پایا اور عین اُس وقت جبکه چوده گھنٹے کي بھوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کا انتظار تھا ' اُن ادعیۂ مقدسه کي تلاوت کے بعد جو دین حنیفي کے باني اول نے خانۂ ساتھه جو ایک مومن و مسلم زندگي کي حقیقي التجائیں اور آرزوئیں هیں ' دار الارشاد کا سنگ بنیاد نصب کردیا گیا -

(دعاے موسوي)

سنگ بنیاد نصب کرنے کے بعد تمام حاضرین نے جناب الهی میں مکرر دست نیاز اٹھایا - افطار کے وقت میں صرف چند منٹ باقي رهگئے تھے اور ایک عجیب و غریب وقت متبرکۂ الهیه کے برکات و افضال اور خشوع و تضرع کا هر شخص کو احساس وروحانی هو رها تھا - اس موقعه پر الله تعالی نے وہ دعاے جلیل و عظیم بے اختیار هماري زبانوں پر جاري کردي جو حضرة موسی اور انکے ساتھیوں نے مانگي تھي - جبکه انهیں مصر سے نکلنے کی جگه مصر هي میں اپنا گھر بنالینے اور تبلیغ و تبشیر کے ذریعه قوم کو طیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا ' اور جبکه فرعون کے ظلم و طغیان سے اسرائیل کي نسل عاجز و درمانده هوگئي تھي :

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظـالمین ! ونجنـا برحمتـك من القـوم الكافرین ! و اوحینا الی مـوسی و اخیـه ان تبوالقومكما بمصر بیـوتا واجعلوا بیوتكم قبلـة واقیموا الصلـواة و بشر المومنین - وقال موسی : ربنا انك اتیت فرعون وملاء زینـة و اموالاً فی الحیاة الـدنیا ' ربنـا لیضلوا عن سبیلك ' ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علي قلـوبهم فلا یومنوا حتي یروا العذاب الالیـم (١٠ : ٨٨)

اس عهد کے مظلوم مومنوں نے دعا مانگي که " اے همارے پروردگار ! همیں ان ظالموں کے ظلم کا تختۂ مشق نه بنا اور اپني رحمت سے همیں کفار کے تسلط سے نجات دے ! " اسکے بعد هم نے حضرة موسی اور انکے بھائي کي طرف وحي بھیجي که مصر میں اپني قوم کي هدایت و ارشاد اور تحریک و تبلیغ کیلیے گھر بنالو اور انهیں کو اپني عبادت گاه قرار دو اور صلوة الهی کو قائم کرو ' اور اس طرح ارباب ایمان کو خوشخبري دو که فرعون کے تسلط سے نجات پانے کا وقت قریب آگیا - پس حضرة موسی نے دعا مانگي که " خـدایا ! تو نے فرعون اور اسکے حاکموں کو بڑي هي شان و شوکت اور جاه و دولت دے رکھی هے تاکه لوگ انکي دنیاوي حالت سے دھوکا کھائیں - اور سمجھیں که خدا کفر و ظلمت سے خوش هوتا هے جبھي تو کافروں کو ایسی عظمتیں دے رکھي هیں ' اور اسطرح وہ لوگوں کو راه حق سے بھکائیں - تو اے پروردگار ! حق کي مظلومي اور ضلالت کي طاقت اب تک رهیگي ؟ اپنا وقت جلد بھیج ' اُنکے مال و دولت اور طاقت و جبروت کو فنا کردے ' اور اُنکے دلوں کو سخت کردے کیونکه یه لوگ عذاب دردناک دیکھے بغیر کبھي حق کو قبول نه کرینگے "

یه ایک عجیب و غریب دعا هے جو بني اسرائیل کی نجات کا وسیله بني ' اور جسکے بعد هي حکم الهي کے مطابق اُنهوں نے گھر بنا کر دعوة و تبشیر کا کام شروع کر دیا - حدیث نبوي میں آیا هے که امة مرحومه پر ایک ایک کر کے وہ تمام حالتیں طاري هونگي جو بني اسرائیل پر گذر چکي هیں ' اور في الحقیقت آج امة اسلامیه کي حالت ٹھیک ٹھیک بني اسرائیل کے اس عهد کي سي هوگئي هے جبکه وہ مصر میں گرفتار مصائب و الم تھے - پس چاهیے که هم بھي آج انهي دعاؤں میں اپني عالمگیر مصیبت کی نجات ڈھونڈیں ' اور اسوۂ مقدسۂ موسویه کو اپنے سامنے رکھکر پورا پورا اُسکا اتباع کریں - یهی سبب هے که دار الجماعة کی تاسیس کے وقت یه دعا زبانوں پر جاري هوئی - اور کچھه عجیب طرح کا تضرع و خشوع تمام حاضرین کو میسر آیا جسکي کیفیت اب لفظوں میں بیان نہیں کي جاسکتي -

جو بعض کاغذات بطور آثار اساس کے بنیاد میں رکھے گئے ' انمیں ایک بوتل کے اندر سورۂ حج کي پانچ آیتیں اور یه ادعیۂ مقدسه بھي تھي ' اور اسي لیے ان دونوں آیتوں کو اس مضمون کے وسط

عالم اسلامی

مسئلۂ اصلاح و تجدید علوم اسلامیہ

بخارا میں دعوۃ اصلاح کا آغاز

بخارا اسلام کے تمدن و تہذیب، علم و فضل، جاہ و جلال، عظمت و شوکت کا نہایت قدیم مرکز ہے - اب اگرچہ دنیا کے سامنے تمدن و تہذیب کے دوسرے مناظر آگئے ہیں، اسلیے وہ اسلام کی تمام تمدنی یادگاروں کی طرح بخارا کو بھی بھول گئی ہے، لیکن بخارا کی خاک سے جس درجے کے اہل کمال پیدا ہوے، جس پایہ کے فضلاء اوٹھے، اسلامی مصنفات و فنون علمیہ میں جیسا عظیم الشان حصہ انھوں نے لیا، تاریخ اب تک اسکا تذکرہ ادب کے ساتھہ کرتی ہے، اور جب کبھی اسلام کے قدیم علوم و فنون کی مرثیہ خوانی کی جاتی ہے، تو بخارا کے اوراق اشک شوئی کیلیے اپنے دامن کو پھیلا دیتے ہیں!

یہ سچ ہے کہ بخارا کی قدیم عظمت، دولت و ثروت، اور زرخیزی کے افسانے اب داستان پارینہ ہوگئے ہیں، لیکن اگر ہم اونکو یاد دلانا چاہیں تو کسی مطول تاریخ کی اوراق گردانی کی ضرورت نہوگی، بلکہ خواجہ حافظ کا ایک مصرعہ کافی ہوگا:

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگرچہ ایشیاء و یورپ کی زبانوں میں اختلاف ہے، اور فرانس و جرمنی کی طرح روس نے مشرقی علوم و فنون کے احیاء و ترویج میں بہت زیادہ شہرت حاصل نہیں کی ہے، تاہم اوسکو حافظ کا یہ مصرعہ ضرور یاد تھا، اور ایشیاء کی فیاضی کی داستان کا خلاصہ اوسکے پیش نظر تھا، جس سے وہ اب کام لے رہا ہے - یورپ کا دامن حسن و جمال دولت و ثروت کے سمیٹنے کی غیر معمولی وسعت رکھتا ہے - بخارا میں روسی عورتیں بکثرت آتی ہیں، اور اپنے خال و خط دکھا کر کہتی ہیں کہ تمھارے آباء و اجداد نے فیاضی کا جو معیار قائم کردیا تھا، تم بھی اُسے قائم رکھو - انسان بے قابو ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہم اس سے بھی اعلی معیار قائم کرسکتے ہیں:

ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

چنانچہ بخارا میں فسق و فجور کا بازار گرم رہتا ہے، حدود شرعیہ بالکل معطل ہوگئے ہیں جس نے ہوا و ہوس کا میدان اور بھی وسیع کردیا ہے اور وہ برابر پانوں پھیلاتی جاتی ہیں، من یتعد حدود اللہ کی وعید کسی زبان سے نہیں نکلتی!

عملی نتائج کے لحاظ سے بخارا کی قدیم علمی عظمت بھی اخلاقی حالت کی طرح پامال اور مذہبی حدود کی طرح بے اثر ہے - قدیم علمی ترقی کا افسانہ صرف تاریخ کے اوراق و بطون میں باقی رہگیا ہے - یا دلوں میں ہے، یا زبانوں پر ہے - مگر افسوس کہ اعمال، اور اعمال کے نتائج میں اس کھوئی ہوئی دولت کا سراغ نہیں لگ سکتا!

بخارا کی موجودہ تعلیمی حالت نہایت افسوسناک ہے مدارس قائم ہیں، تعلیم جاری ہے، طلباء پڑھتے ہیں، اساتذہ پڑھاتے ہیں - ایک نصاب تعلیم بھی ہے - لیکن تعلیم کی وہی فرسودہ حالت ہے جسکا رونا اسقدر رویا گیا ہے کہ اب روتے ہوے ہنسی آتی ہے - نصاب تعلیم میں قدماء کی ایک کتاب بھی نہیں - علوم و فنون میں کمال پیدا کرنے کی جگہہ محض فقہ و فروع کی کتابی تعلیم پر قناعت کرلی گئی ہے - قران و حدیث کے ساتھہ بالکل اعتناء نہیں، علوم شرعیۂ حقیقیہ کا علم و فہم یکسر مفقود ہے - موجودہ علوم و فنون و موجودہ ضروریات کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا - غرض ہندوستان کی جو حالت ہے اور جس غرض سے ندوۃ العلماء قائم کیا گیا تھا، وہاں کا بھی یہی حال ہے، اور حالات کے لحاظ سے اسی قسم کے اصلاح کی ضرورت ہے -

لیکن مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ حال میں والی بخارا نے اس ضرورت کی طرف غیر معمولی توجہ مبذول کی ہے، اور اس طرز تعلیم کو بدلنا چاہا ہے جو علوم اسلامیہ کے قالب کو دیمک کی طرح کہا رہا ہے -

ہندوستان میں چند اصلاح طلب علماء نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور قدیم طرز تعلیم کی اصلاح کرنا چاہی تھی، لیکن افسوس کہ ندوۃ العلماء انہی کے ہاتھوں برباد بھی ہوگیا - تاہم ندوہ نے گو خود کوئی عظیم الشان تبدیلی پیدا نہ کی ہو، مگر اسکے اس فخر کو کوئی چھین نہیں سکتا کہ جو فرض تمام عالم اسلامی حتی کہ جہل اباد بخارا و خیوا تک میں آج محسوس کیا جا رہا ہے، اسکی تشخیص کی توفیق سب سے پہلے اسی کی نباض نظر و فکر کو ملی!

لیکن بخارا کے علمی جمود کا یہ کتنا شرمناک منظر ہے کہ جب والی بخارا کو اصلاح تعلیم کا خیال پیدا ہوا تو بخارا کی تمام جغرافیائی وسعت اور قدیم مدارس و جوامع کی چار دیواریوں کے اندر سے ایک ہاتھہ بھی نہ اوٹھا کہ جو کچھہ والی بخارا کے دل میں تھا اوسکو عملی قالب میں لاکر نمایاں کردیتا - بخارا کے تمام علما اس کام سے عاجز و درماندہ تھے - مجبوراً ترکستان و قفقاز کے روشن خیال علما طلب کیے گئے - اب انکی ایک خاص کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے - ترکستان کے علماء عالم اسلامی میں نہایت روشن خیال اور معتدل الفکر ہیں - ان میں نہ تو جمود و تقلید کا وہ اشتداد ہے کہ اصلاح کو کفر و بدعت قرار دیں، اور نہ الحاد و تفرنج کی وہ روشن خیالی ہے کہ اصلاح کے نام سے تخریب دین و شریعت کا عمل شیطانی انجام دیں - اسلیے امید ہے کہ یہ کمیٹی اپنا مقصد صحت و اعتدال فکر کے ساتھہ پورا کریگی!

مسلمانوں کو اس علمی انقلاب کا خیر مقدم کرنا چاہیے - کیونکہ ایک کھوئی ہوئی دولت ڈھونڈھی جا رہی ہے، اور ایک گڑا ہوا خزانہ کھودا جا رہا ہے - اگر مل گیا تو ہر مسلمان اوسکا کلید بردار ہوسکتا ہے، بشرطیکہ سعی جاری رہے اور ارباب اصلاح کا قدم جادۂ حقیقت و عمل سے نہ ڈگمگاے -

اس تحریک کے عملی نتائج سے اگر قطع نظر بھی کرلی جاے جب بھی یہ خیال بجاے خود اس قدر رقیع ہے کہ والی بخارا کے چہرے پر ہر مسلمان کو محبت آمیز نگاہ ڈالنی چاہیے -

اکتشـــاف و اختـــراع

والر لیس ٹائپ رائیٹر

" والر لیس" اور " ٹائپ رائیٹر" علحدہ علحدہ کوئی نئی شے نہیں هیں - آپ ان دونوں سے اچھی طرح واقف هیں - والر لیس بے تارکی خبر رسانی کو کہتے هیں جسکی " لاسلکی" کے نام سے هم بارها معرفی کرچکے هیں - البتہ ان دونوں کا مجموعہ یعنی " والر لیس ٹائپ رائیٹر" ایک تازہ ترین اختراع هے جسکو خود یورپ میں بھی لوگوں نے اس وقت تک صرف اخباروں هي کے صفحات میں دیکھا هے -

والر لیس ٹائپ رائیٹر ایک مشین هے ' جسکا کام یہ هے کہ لاسلکی کے ذریعہ جو پیغام آتا جاۓ وہ ساتھہ هی ساتھہ قلمبند بھی هوتا جاۓ ' اور اسطرح چھپتا جاۓ جسطرح ٹائپ رائیٹر مشین میں چھپ جاتا هے -

اسکے موجد ناروی (نارویجین) بیڑے کا کپتان اے - این - هولینڈ هے - کپتان هولینڈ کو جب اس مشین کی ایجاد میں کامیابی هوگئی ' تو اس کا تجربہ لاسلکی تاروں پر کیا گیا - مگر پہلا نتیجہ مشکوک اور نا قابل اعتماد نکلا -

ٹیلیگرافی میں ایک آلہ هوتا هے جسکو ریلے (Relay) کہتے هیں - اس آلہ کے پاس برقی قوت کی ایک بیٹری هوتی هے اس کا کام یہ هے کہ جب تار کے اشارات اس پر سے گذرتے هیں تو وہ بیٹری کی مدد سے مزید قوت پیدا کردیتا هے اور کمزور اشارے بھی دور دراز مقامات تک پہنچ جاتے هیں -

مسٹر هولینڈ کو جو اپنے اولین تجربہ میں قابل اعتماد کامیابی نہیں هوئی ' تو اسکی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے کوئی ایسا " ریلے" استعمال نہیں کیا تھا جسمیں اسقدر احساس هو تاکہ کمزور لاسلکی اشاروں کو بھی محسوس کرلیتا ' اور انمیں مزید قوت پیدا کردیتا تاکہ وہ آگے بڑھسکتے یا ٹائپ رائیٹر کو چلا سکتے -

موجد کو جب اپنی نا کامی کی وجہ معلوم هوگئی تو اس نے از سر نو کوشش شروع کردی - حال میں اس نے اعلان کیا هے کہ میں نے ایسے " ریلے" بہم پہنچا لیے هیں جو کمزور لاسلکی اشاروں کو تقویت دیسکتے هیں ' اور امید هے کہ عنقریب ٹیلیگراف ٹائپ رائیٹر کی طرح والر لیس ٹائپ رائیٹر بھی هر لاسلکی اسٹیشن میں نظر آنے لگے گا !

اس والر لیس ٹائپ رائیٹر کی ایک بڑی خصوصیت یہ هے کہ اس کا استعمال مختلف مخفی کوڈوں (مصلحات خصوصی) میں بھی هوسکتا هے - چنانچہ اس طرح کے کوڈز کے ۷۲۰ حروف ابجد ترتیب دیے هیں ' اور انکے ساتھہ ایک اور آلہ بھی درست کیا گیا هے جو حسب خواهش حروف کو بدلدیتا هے -

کپتان هولینڈ کے ٹائپ رائیٹر میں ایک بڑی خوبی یہ هے کہ آپ خواہ کسی کوڈ کے حروف استعمال کریں مگر قلمبند کرنے والا حصہ همیشہ اسے معمولی کتابی و طباعی حروف میں لکھیگا ' اور اسطرح جب تار مرسل الیہ کو ملیگا تو وہ بغیر کسی مزید تکلیف کے اسے پڑھلیگا !

(کہربا اور خزائن الارض)

گوٹنجن یونیورسٹی کے دو پروفیسر ڈاکٹر لیمباچ Dr. Leimbach اور ڈاکٹر لوی (Dr. Lowy) نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا هے جسکے ذریعہ زمین کی ساخت ' اسکے اندر بہنے والے چشمے ' مدفون خزانے وغیرہ وغیرہ ' بغیر کھودے هوۓ محض لاسلکی تار کی برقی رو کے ذریعہ معلوم هوسکتے هیں -

اس کا تجربہ مقام هینوور (Hanover) میں کیا گیا تھا ' جسمیں خاطرخواہ کامیابی هوئی - چنانچہ ایک مہم بسر پرستی میغۂ مستعمرات (کالو نیز) مغرب و جنوبی افریقہ میں فلزات اور پانی کی جستجو میں گئی هے ' اور ایک دوسری عنقریب ممالک متحدہ امریکا میں بھی جانے والی هے -

اس اکتشاف کا سراغ کیونکر لگا ؟ اسکو خود ڈاکٹر لیمباچ نے ایک شخص سے بیان کیا هے - انھوں نے کہا کہ " برقی رو کے ذریعہ اندرونی زمین کے آشکارا کرنے کیلیے میں اور ڈاکٹر لوی سنہ ۱۹۱۰ ع سے ایک اسکیم پر عمل کررهے تھے - همیں گوٹنجن کی ایک سوسائٹی سے مدد ملتی رهتی تھی - اس نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ جو طریقہ تجویز کیا جائیگا اسکے تجربہ کو اپنے ذمہ لے لیگی -

اس اسکیم پر عمل کرتے هوۓ ابھی صرف چند ماہ هوۓ تھے کہ نہایت غیر متوقع کامیابی ظاهر هوئی - هم نمک کی کانوں میں سیلاب کو یقینی طور پر روکنے لگے ' اور ایجاد نے عملیات کا کام شروع کردیا -

اس سال هم [illegible] کانوں میں تجربہ شروع کیا ' جہاں سیلاب کے انسداد کے لیے پانی کو منجمد کردینے یا سیمنٹ لگانے کا طریقہ اختیار کیا گیا هے - هم نے دیکھا کہ منجمد یا سیمنٹ لگی هوئی محافظ دیواروں میں اگر شگاف هوجاتے هیں تو وہ برقی رو سے صاف صاف معلوم هو جاتے هیں - همارے اکتشاف کی یہی ابتدا هے "

(خورد بینی دوربین)

" خورد بین" اور " دور بین" دونوں کے فرائض علحدہ علحدہ هیں - خوردبین کا کام یہ هے کہ وہ چھوٹی شے کو بڑا کرکے دکھاتی هے - دور بین سے دور کی شے بڑی هوکر نظر آتی هے - کچھہ عرصے سے یہ کوشش هورهی تھی کہ ایسا جامع آلہ طیار کیا جاۓ جس سے دونوں کام لیے جاسکیں -

چنانچہ ایک ایسی دور بین تیار هوگئی هے جو خوردبین کا کام بھی دیسکتی هے - اسے (Davon micro-telescope) کہتے هیں - هم نے اسکا نام " خورد بینی دور بین" تجویز کیا هے -

ڈاوڈ اینڈ کمپنی نے جو دور بین اس وضع کی بنائی هے اسمیں ایک خاص اضافہ اور بھی کیا هے - یعنی بعض شیشے ایسے لگاۓ هیں کہ خواہ ستارہ کتنا هی بے رخ هو ' مگر دور بین سے دیکھنے والا (راصد) اپنی نشست بدلے بغیر اسے دیکھہ سکیگا -

مذاکرۂ علمیہ

روح ، اسکا مسکن اور حکماء مادیین

(مشاهیر علما کے احکام و آراء)

جو لوگ علم الحیات کي تاریخ سے واقف هیں ، انکے لیے یه کہنا ضروري نہیں که نباتات میں بهي روح فرض کي گئي ہے - اریزو (Arezzo) کا مشہور طبیعي اندریا سیل فینس Andrea Cæsalpinus (۱۵۱۹—۱۶۰۳) جو اس وقت تک اطالیا میں دوران خون کا مکتشف سمجها جاتا ہے ، اس نے اپني کتاب دي پلینٹس لایبري De Plantis Libri میں نباتاتي روح کي ماهیت اور اسکے مسکن کے متعلق ایک طویل بحث چهیڑي ہے -

روح کو کہاں رهنا چاهیے ؟ اسکے متعلق همیں دقیقه رس سیسلپنس کے تفصیلي دلائل کے تتبع کي چنداں ضرورت نہیں ہے - صرف اسقدر جان لینا کافي هو گا که بالآخر روح نباتاتي کو وہ اس مقام پر رکهتا ہے جہاں تنا اور جڑیں آکے ملتي هیں -

یه مقام جو بعد کو کولیٹ (Collet) یا گردن کے نام سے مشہور هوا ، اسکے متعلق (Linnæus) کے بعد بهي ایک توهم پرستانه عزت کے ساتهه یه خیال کیا جاتا رها که یہاں زندگي کا کوئي خاص مرکز قائم نہیں کیا گیا ہے -

لیکن فرانس کا ایک مشہور عالم (Burgundian Marriotte) المتوفی سنه ۶۸۴ ع اپني کتاب (Sur Le Sujetdes Plantes) میں صاف صاف کہتا ہے :

" هم نباتات کي روح کے متعلق کچهه نہیں جانتے - اسلیے نباتات کے علم وظائف الاعضاء میں اسکا فرض کرنا ذرا بهي مفید نہیں "

روح اور ماده کے زیریں طبقه (Material substratum) میں جو باهمي تعلق ہے ، اسکي تاریخ کے گذشته اوراق اگر کافي مقدار میں الٹیں تو همیں نظر آئیگا که ابتداً عقلي کاموں کے لیے نظام عصبي میں کوئي جگه تسلیم نہیں کي گئي تهي - قدیم مصري سمجهتے تهے که روح دل میں رهتي ہے - ارسطو کا بهی یہي خیال تها -

یه خیال عہد نیپولین کے مشہور فلسفي ویکو (Vico) کے وقت تک زنده رها - چنانچه وہ ڈیکارٹ (Descartes) کے علی الرغم همیشه یہي کہتا رها که نفس کا مسکن دماغ نہیں بلکه دل ہے -

(حجاب حاجز)

یونانیوں کا ایک دوسرا قدیم خیال یه ہے که روح یا نفس ، حجاب حاجز کا مسکن Diaphragm (۱) ہے ، جسکی یادگار هماري زبان کے ایک لفظ Phrensy (جنون) میں ابهي تک باقي ہے - کیونکه وہ لفظ فرین Phren سے مشتق ہے جو یوناني زبان میں حجاب حاجز کو کہتے هیں - فرین سے بہت سے الفاظ مشتق هوے جن میں سے بعض متداول اور بعض قلیل الاستعمال هیں - مثلاً Phreno-pathia جو اب عقل کے علاج کے لیے بہت کم استعمال کیا جاتا ہے - یا Phrenetsc جو اسوقت تک عام طور پر ایسے شخص کو کہتے هیں ، جسکي عقل میں باساني هیجان اور برانگیختگي پیدا کي جاسکے - یا Phrenitis جو در حقیقت اشتعال دماغ (Inflammation of brain) کے بالکل مرادف ہے - اسي طرح Phrenology جو ایک فرضي علم کا نام ہے ، اسي فرین سے مشتق هوا ہے -

یه خیال که روح کا مسکن حجاب حاجز ہے ، کیونکر پیدا هوا ؟ اسکا سمجهه میں آنا چنداں مشکل نہیں " یه حجاب حاجز سانس کے لیے اسدرجه ضروري ہے که اس پر جذبات کے شدید هیجان کا بہت سخت اثر پڑتا ہے - هر جاندار محسوس کرتا ہے که جذبات کے هیجان سے سینه ابهر آتا ہے اور سانس پهولنے لگتي ہے ، اسلیے جذبات کا هیجان سینے اور اسکے خاص عضله حجاب حاجز میں پیدا هوتا ہے یا رهتا ہے " یه ہے وہ دلیل جو قدما اس خیال کي تائید میں بیان کرتے تهے !

(جذبات اور مختلف اعضاء شکم)

کیا اتنے قدیم زمانه سے جسکا آغاز همارے حافظه کی دسترس سے باهر ہے ، تلي (طحال) کے متعلق یه خیال نہیں کیا جاتا ہے که وہ غیظ و غضب اور رشک و حسد کا گهر ہے ؟ هم ابهي تک (Splenotice) اور (Fit of spleen) بولتے هیں جس سے مراد غصه ور آدمي اور غصه کا دوره هوتا ہے - حالانکه انکي لفظي ترکیب میں اسی خیال کا اثر موجود ہے - انگلستان کا سب سے بڑا شاعر شیکسپیر بهي پیٹ کے مختلف حصوں میں تقسیم جذبات کے مذهب کو تسلیم کرتا تها - مثلاً وہ محبت کي جگه جگر کو قرار دیتا ہے - البته وہ دوسرے نظریه سے بهی ناواقف نہیں ہے - بلکه یقیناً دماغ کے متعلق بهي سن چکا ہے که وهي روح کا گهر ہے - چنانچه وہ " شاہ جان " کے ڈرامے میں پانچویں ایکٹ کے ساتویں سین میں کہتا ہے :

" بہت دیر هوگئي - اسکی تمام خونین زندگي فساد پذیر طور پر متاثر هوچلي ہے - اور اسکا دماغ (جسکے متعلق بعض لوگ کہتے هیں که وہ روح کي ناپائیدار قیام گاه ہے) اپني هرزه سرائیوں سے فاني هستي کے ختم هونے کي پیشینگوئي کر رها ہے "

(روح اور معده)

بیلجیم کا قدیم کیمیا داں وان هیلمنٹ (van Helmont) (المتوفي ۱۵۷۷ - ۱۶۴۴) غالباً ارباب علم میں سب سے آخري شخص ہے جو روح کي جگه سر کے باهر مانتا ہے - وان هیلمنٹ کے نزدیک روح قعر معده (Pylorus) میں رهتي ہے ، اور اسکے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتا ہے وہ ایک عجیب و غریب قسم کا ذخیرۂ دلائل ہے - اسکے نزدیک " اگرچه روح کے تمام حرکات اور احساسات دماغ اور اعصاب کے ذریعه ظاهر هوتے هیں مگر اسکا اصلي تخت حکومت قعر معده

(۱) دائي ایفرم Diaphragm ایک یوناني نژاد لفظ ہے - یه ایک حیواني عضله کا نام ہے جو سینے اور شکم میں حائل ہے - علوم طبیه کا جب عربي میں ترجمه هوا تو اسوقت اسکے لیے کوئي نیا لفظ نہیں وضع کیا گیا بلکه اسیکو معرب کرلیا - چنانچه متقدمین کي تصانیف میں دائي ایفرم بصورت " دي ایفرغما " اکثر ملتا ہے - متاخرین نے اسکے لیے " حجاب حاجز " وضع کیا ، جو ڈائي ایفرم کا قریباً لفظی ترجمه ہے - (الهلال)

ہی میں ہے ' اور وہ خود بھي ذہن معدہ میں رہتي ہے " اسکي تائید میں وہ کہتا ہے : " جذبات کا عظیم الشان ہیجان ہمیشہ بالاے معدہ پر محسوس ہوتا ہے " نیز یہ کہ " اگر ایک شخص کا سر تڑپ کے گولے سے اڑ جاے تو اسکا دل تھوڑي دیر تک حرکت کرتا رہیگا لیکن اگر بالاے معدہ کوئي شدید صدمہ پہنچے تو فوراً دل کي حرکت بند ہوجائیگي ' اور اسي کے ساتھہ اسکا شعور یا آگہي بھی رخصت ہوجائیگي " -

اپنے اس خیال کي تعبیر وہ اس نازک انداز میں کرتا ہے :

" اگرچہ وہ ایک جگہ رہتي ہے ' مگر مقامي حیثیت سے نہیں رہتی - تم دیکھتے ہو کہ بتی میں روشني رہتي ہے - ٹھیک یہی مثال معدہ اور روح کي ہے "

(روح اور مـــرکـزي نظام عصبی)

روح کے سر سے باہر کسي دوسري جگہ رہنے کے متعلق ان خیالات کے ساتھہ خیالات کے بعض دوسرے مدرسے بھي موجود ہیں جنکے نزدیک نفس کا تعلق مرکزي نظام عصبي سے ہے - ولادت مسیح سے تین سو برس قبل اسکندریہ کے ہیروفلس کا خیال یہ تھا کہ مقدمۃ الراس کے سوراخوں میں (جو تمام جسم میں سب سے زیادہ اندروني سوراخ ہیں) جو سیال مادہ ہوتا ہے ' اسي میں روح رہتي ہے - خاصکر چوتھے سوراخ کو وہ مسکن عقل سمجھتا تھا -

ہیروفلس کا یہ خیال ہمارے لیے بہت ہی دلچسپ ہے - کیونکہ یقیناً اس سوراخ کے نیچے نظام عصبي کے بعض نہایت اہم مراکز موجود ہیں - انصاف یہ ہے کہ سب سے پہلے کلاڈیس گیلن Claudius Galen (متوفي سنہ ۲۰۰ ع) نے یہ تعلیم دي تھي کہ " دماغ ہی وہ جگہ ہے جہاں روح اور ذہن دونوں رہتے ہیں "

ہم گیلن کي موت اور ویسیلی اس Vesalius کی عظیم الشان تصنیف De Corporis Humani Fabrica کي درمیانی مدتوں کو نظر انداز کرسکتے ہیں ' کیونکہ دماغي خواص کے لیے کسي مقام کے تعین کے متعلق وضاحت کے ساتھہ غور کرنے میں ان سے کسي قسم کي مدد نہیں ملتي -

علم تشریح کا ابو الآباء ویسیلی اس (۱۵۱۴ - ۱۵۶۴) جسکے لیے علم وظائف الاعضاء کے مسائل کسی طرح بھي دلچسپی سے خالی نہ تھے ' نفس کے متعلق اس حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوے کہ اس کا تعلق دماغ سے ہے ' حسب ذیل ملہمانہ عبارت لکھتا ہے :

" یعني دماغ اپنے وظائف بعمل (۱) استدلال ' غور ' اور حافظہ

(۱) اصلي عبارت میں لفظ Function ہے - انگریزي میں فنکشن اور ڈیوٹی دو ایسے لفظ ہیں جنکے معنی اگرچہ متحد ہیں مگر محل استعمال مختلف ہے - عربی میں فنکشن کے لیے بحالت مفرد " وظیفہ " اور بحالت جمع " وظائف " آتا ہے - ڈیوٹی کے لیے بحالت مفرد " واجب " اور بحالت جمع " واجبات " استعمال کیا جاتا ہے - لیکن اردو میں فنکشن اور ڈیوٹی دونوں کے لیے لفظ " فرض " ہي بولا جاتا ہے جو اگرچہ اصولاً غلط نہیں ہے مگر وسعت زبان اور تدقیق علمی کے لحاظ سے صحیح نہیں - اسي لیے ایک عرصے سے ہم وظیفہ اور وظائف کو فرائض کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنے صحیح معنوں میں یہ الفاظ رائج ہوجائیں - نہایت افسوس کی بات ہے کہ اردو کے بڑے بڑے مترجموں نے بھی آجتک اس فرق کو محسوس نہیں کیا ' اور ہر جگہ فرض ہی کا لفظ لکھتے رہے - جبتک ملک میں عربی داں مترجم علوم جدیدہ پیدا نہونگے ' اردو کی بد بختی لا علاج رہیگی - اس حقیقت پر رونیے تو بہت سے مدعیان علم و تراجم کو ساں کردیا ہے - یہ دوسري مصیبت ہے -

(یا اور کسي طرح ' غرضکہ خواہ تم اِس شخص کا مذہب اختیار کرو یا اُس شخص کا ' اور چاہے تم اصلی روح کي چند قیام گاہوں کا نام لیکے انکو ترجیح دو یا کوئی ترتیب و درجہ بندي قائم کرلو) کیسے انجام کردیتا ہے ؟ میں اسکے متعلق کوئي بھی راے قائم نہیں کرسکتا ' اور نہ میرے خیال میں اسکے متعلق کوئي امر علم تشریح سے یا ان علماء الہیات کے انداز سے دریافت ہوسکتا ہے جو حیوانات کو قوت استدلالي بلکہ ان تمام قوی سے محروم سمجھتے ہیں جنکو ہم اصلي روح کہتے ہیں "

" اسلیے کہ دماغ کی ساخت کے لحاظ سے بندر ' کتا ' بلی ' گھوڑا ' اور تمام چوپائے جنکا امتحان میں نے اب تک کیا ہے بلکہ تمام پرندے اور ہر قسم کي مچھلیاں تک انسان سے ہر ایک شے میں مشابہت رکھتی ہیں ' اور تشریح کے وقت ہمیں کوئي ایسا فرق نظر نہیں آتا جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ حیوانات کے فرائض سے ہمیں اسطرح بحث کرنا نہیں چاہیے ' جسطرح کہ ہم انسان کے فرائض سے بحث کرسکتے ہیں "

" اور اگر جسم و دماغ کے باہمي تناسب کے لحاظ سے دیکھیے تو سب سے زیادہ ایپ اور اسکے بعد کتے کا دماغ بڑا نظر آتا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن جانوروں کے متعلق معلوم ہوگیا ہے کہ انہیں اصلي روح کے قوی ملے ہیں ' انکے دماغ بھي نسبتاً (۱) بڑے ہیں "

" میں نے مدرسہ نشین علماء الہیات اور دنیا دار فلاسفہ کی تحریروں میں تین جوفوں Ventricles کے متعلق جو کچھہ پڑھا ہے اس پر مجھے حیرت ہوتی ہے "

اس آخري فقرہ میں ویسیلي اس جس خاص راے سے اتفاق نہ کرسکا ' وہ لوگوں کا یہی خیال تھا کہ دماغ کا ایک بہت ہی اندروني جوف قدرت نے صرف احساسات کے لیے رکھا ہے - مثلاً اسکا درمیانی حصہ تخیل کے لیے ہے - آخري حصہ حافظہ کے لیے - وغیرہ وغیرہ -

در اصل اس خیال کے موجد علماء عرب ہیں جسے بعد میں ڈنس اسکوٹس Duns Scotus اور طامس اکیناس Thomas Aquinas وغیرہ نے اختیار کیا -

(روح اور پی نی ال گلینڈ)

ان کوششوں کے بعد روح میں ایک مقامي حیثیت پیدا کرنے کیلیے جو کوشش کی گئي ' اسکا بانی ایک فرانسیسی عالم رینی دیکارٹ Rene Descartes ہے - یہ کوشش جس قابلیت سے کی گئی تھی اسی قدر اسے شہرت بھی حاصل ہوئي - ٹورین Touraine کے فلسفی اعظم نے روح کو Pineal gland (۲) میں رکھا ہے

(۱) " نسبتاً ' تقریباً ' دفعتاً ' فوراً " وغیرہ الفاظ کا صحیح رسم الخط " نسبۃ ' فطرۃ ' دفعۃ ' فورۃ " ہے کیونکہ ان کے آخر میں صرف تنوین ہے نہ کہ الف - لیکن چونکہ ہمارے ٹائپ میں تاء مدورہ تنوین والي نہیں ہے ' اسلیے مجبوراً اظہار تنوین و تسہیل قرات کیلیے اس عام غلطي کو گوارا کرلیتے ہیں - ہم نے صحت رسم الخط و سہولت قرات کیلیے ہر طرح کے حروف و اشکال ڈھلوا لیے لیکن یہ حرف کارخانے کی غفلت و تساہل سے ابتک نہیں بنا - الہـلال -

(۲) دماغ کے بالکل اندروني حصہ میں ایک چھوٹا سا غدود مٹر کے دانے کے برابر ہوتا ہے ' جسکو موجودہ علم تشریح کی اصطلاح میں " پي نی ال گلینڈ " کہتے ہیں

مقالات

الحسبـــة فـی الاســـلام

(یعنی احتساب اور اسلام)

انسان کي انکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے هیں' اوسکے دل پر جهل و ضلالت کی مهر لگ جاتي هے' اوسکی قوت سامعه بے حس هوجاتي هے' تاهم وه اس قدر اندها نهیں هوجاتا که نور و ظلمت کا بدیهي فرق محسوس نه کرسکے' اسقدر جاهل نهیں بن جاتا که خیر و شر میں تمیز نه کرسکے' اس قدر بهرا نهیں هوجاتا که نغمه هاے شیریں اور دشنامهاے تلخ سے اوسکے کان کے پردوں میں دو مختلف تموج پیدا نه هوسکیں - وه دیکهتا هے' سنتا هے' سمجهتا هے - با اینهمه کبهي نهیں دیکهتا ' نهیں سنتا ' اور نهیں سمجهتا ' کیونکه :

ذهب الله بنورهم و ترکهم في ظلمات لا یبصرون - صم بکم عمي فهم لا یرجعون (۲ : ۱۳)

خدا نے ان لوگوں کي آنکهوں کا نور سلب کرلیا اور اون کو تاریکي میں چهوڑ دیا - اب ان کو کچهه نهیں نظر آتا - بهرے' گونگے' اندهے هوگئے هیں - پس وه کسي طرح راه راست پر نهیں آسکتے !

یه اجتماع الضدین نهیں هے' بلکه پردۀ کائنات کا ایک چهپا هوا راز هے جسکا فاش کرنا عیب نهیں بلکه هنر هے - دنیا کي هر چیز میں خیر و شر ملا هوا هے - داماں گل کانٹوں سے اولجها هوا هے' شهد کا ذخیره نیش هاے زهر آلود سے گهرا هوا هے' نور' ظلمت سے مخلوط هے - آب شیریں اور آب شور ایک ساتهه بهتے هیں :

مرج البحرین یلتقیان (۵۵ : ۱۸)

اوس نے کهارے پاني اور میٹهے پاني کے دو سمندر نکالے که آپس میں ملتے هیں -

لیکن اس اختلاط و التباس کے باوجود دونوں کے درمیان ایک هلکا سا پرده بهی ڈالدیا گیا :

بینهما برزخ لا یبغیان

دونوں کے درمیان ایک پرده پڑا هے که اوس کی وجه سے ایک دوسرے کي طرف بڑهه نهیں سکتا !

یه ایک جزئی تمثیل هے' اور قرآن حکیم کا طرز خطاب یهي هے که کلیات کو جزئیات کے ذریعه سمجهاتا هے اور کلیات کو حذف کردیتا هے -

یه التباس و امتیاز عبادات' معاملات' سیاست' اخلاق' غرض تمام چیزوں میں صاف نظر آتا هے' اور نبوت کي ضرورت اور انبیاء کرام کے وجود کا صرف یهی مقصد هے که خیر و شر کے درمیان جو چلمن کهڑي کي گئي هے اوسکو صرصر ضلالت سے بچائیں اور قائم رکهیں' تاکه قانون الهي کے تحفظ کے ساتهه دنیا میں عدل و اعتدال قائم رهے -

لیکن آندهي چلتي هے' طوفان آتا هے' موجیں ساحل سے ٹکراتي هیں - اسوقت ادا شناسان فطرت گهبراتے هیں که کهیں خیر و شر' نور و ظلمت' یمین و شمال' آب شیریں و آب شور' باهم مل نه جائیں' پس وه هاتهه بڑهاتے هیں که ان پردوں کو روکیں - تب آندهي تهم جاتي هے' سیلاب رک جاتا هے' اور موجیں ٹهر جاتي هیں - کیونکه جو هاتهه حق کي حمایت کیلیے اوٹهتا هے' وه پل هاے آهنیں کي طاقت رکهتا هے جن پر سے سیلاب گذر جاتے هیں مگر وه کچهه نهیں هوتے -

خیر و شر' هدایت و ضلالت' اور حق و باطل کا یهي اختلاط امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي راه کهولتا هے' اور جو لوگ ان کے درمیان امتیازات قائم کرنے کي کوشش کرتے هیں' اونهي کا نام " آمرین بالمعروف والناهین عن المنکر" هے - انبیاء کرام کا صرف یه کام هے که اشیاء کے مضار و منافع کو جو سیکڑوں پردوں کے اندر چهپے هوے هیں' بے نقاب کردیں - تاکه دنیا کي تشنه کامي آب شیریں کو پالے اور محروم نه رهے -

و هو الرسول النبي الامي المکتوب في التوراة والانجیل : یامر بالمعروف و ینهي عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث - (۷ : ۱۵۶)

اور وه وهي نبي امي رسول خدا هے' جسکي نسبت توراة و انجیل میں بشارت دي گئي هے - وه نیکي کا حکم دیتا هے' برائي سے روکتا هے' اچهی چیزوں کو حلال اور خبائث کو حرام کرتا هے -

(تمدن اور احتســـاب)

مذهب کے تمام اجزاء اگرچه بالواسطه یا بالذات تمدن سے تعلق رکهتے هیں' لیکن " احتساب" تمام تمدنی دنیا پر حاوي هے' بلکه سیادت و حکومت کو بهي (جو تمدن کے محافظ هیں) احتساب هی نے پیدا کیا هے - فطرت کا یه قانون تم کو معلوم هوگا که هر چیز خیر و شر سے ملي جلي هے' اسلیے انسان کو هر وقت هشیار کرنے اور جگاتے رهنے کی ضرورت هوتي هے' تاکه وه شهد کے بدلے زهر نه پي لے' اور لعل کي جگه انگارے کو نه اٹهالے - اگر ایک شخص وحي کے ذریعه اس فرق اور پهچان کو قائم کرتا هے تو وه پیغمبر هے - اگر ایک شخص فلسفه و اخلاق کے پیرایه میں یه راز بتانا چاهتا هے تو وه حکیم هے' اگر ایک شخص حکومت کي قوت سے اس فرض کو ادا کرتا هے تو وه حاکم هے' اگر ایک شخص راستے میں بیٹهکر اندهوں کو راه دکهاتا هے تو وه خدا کا نیک بنده هے' اگر ایک شخص لوگوں کو بازار کا نرخ ٹهیک بتا دیتا هے تو وه تاجر امین هے' اور اگر ایک شخص صرف صداقت کی خاطر صداقت کا وعظ کرتا هے اور نیکي کا دروازه کهولتا هے تو وه مومن و مسلم هے : و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحا و قال انني من المسلمین !

اسي تعاون و تناصر کا (یعني باهم ایک دوسرے کي مدد کرنے کا اور اُسے نقصان اور خرابي سے بچانے کا) نام تمدن هے' پس احتساب کي ضرورت صرف تمدن حقیقي کي حفاظت کیلیے هے' اگر وه مفقود هوجاے تو تمدن بهي قائم نه رهے -

تعاون و تناصر چونکه هر مسلمان کا فرض هے' اسلیے هر مسلم بالطبع محتسب هوتا هے اور اسیلیے هر مومن محافظ تمدن عالم هے - اگر ایمان و اسلام کي حقیقت دنیا سے ناپید هو جاے تو تمام دنیا برباد هو جاے - اسي بنا پر الله تعالی نے هر مسلمان کو ایک دوسرے کا ناصر و مددگار کہا :

والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر -

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار هیں - نیکي کا حکم دیتے هیں اور برائي سے روکتے هیں -

يہاں " رلي" كا لفظ فرمايا - " رلي" كا صرف يہي كام هے كه ره جس كا رلي هے اوسكو نيک راه بتائے' برائي سے ررکے' اوسكے مصالح كا لحاظ رکهے' اوسكى ضرروريات ر مصالح كا محافظ هو' اور تمام خبالث ر رذائل اور تسلط شيطاني ر بهيمي سے اسكو بچانے كا آرزومند رهے -

حكومت كے مختلف صيغوں كي تقسيم اسي امر بالمعروف او ر نہي عن المنكر كا نتيجه هے - كانٹے راه ميں بچهے هوے هيں ' هر شخص كا قدرتي فرض هے كه چلنے رالوں كو بتاے كه قدم سنبهال كے رکهيں - ليكن ايک هي شخص هر جگه موجود نہيں رہ سكتا اور هر كام كو نہيں كرسكتا - اسليے تقسيم عمل كي رو سے صيغے فرائض ' پيشے ' تقسيم هو جاتے هيں - يهي رجه هے كه تمدن جس قدر ترقي كرتا هے ' اوسي قدر ان تقسيمات كو بهي ترقي هوتي جاتي هے - چنانچه اسلام نے احتساب كے اس بہترين اصول كو هر موقع پر قائم رکها اور كہا كه نظم ر قوام امور كيليے هميشه ايک شخص كو اپنا امير بنا ليا كرو - يہاں تک كه اگر صرف تين مسلمان كسي مقام پر جا رهے هوں تو انكے ليے بهي ضروري هے كه اپنے ميں سے ايک كو امير بنا ليں :

لا يحل لثلاثة يكونون بفلاة من الارض' الا امروا احدهم - (الحديث - ابوداود)

تين آدميوں تک كيلئے يه جائز نہيں كه ره كسي ميدان ميں هوں اور ايک كو اپنا امير نه بنا ليں

كيونكه هدايت ر ارشاد كي هر رقت ضرورت هے' اور باديهٔ ضلالت كے رهرؤں كو تو اور بهي زياده ضرورت هوجاتي هے ' پس امير يا حاكم كا يه فرض نہيں هے كه ره پهولوں كي سيج پر ليٹ كے هدايت ر ارشاد كرے - اوسكو آبله پا رهروں كے ساتهه اپنے تئيں بهي كانٹوں پر ڈالدينا چاهيے تاكه دوسروں كے تلوؤں ميں كانٹے نه چبهنے پائيں !

(عبادات اور احتساب)

اسلامي عبادات كي حكمتوں اور مصلحتوں كے متعلق بہت كچهه كہا گيا هے' ليكن اگر غور كيا جاے تو يه تمام مصالح ر اسرار ايک محيط كل قانون كي جزئيات ر فروع هيں - احتساب تمدن كا محافظ هے اور اسلام ايک خالص حقيقي مدنية فاضله هے - اس بنا پر احتساب كا قانون بهي اسلام كي تمام تعليمات ميں يكساں قوة ر نفوذ كے ساتهه كام كررها هے - نماز بجاے خود ايک محتسب اعظم هے :

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنكر (٤٥ : ٢٩)

نماز بري باتوں اور تمام بد اخلاقيوں سے روكتي هے -

اور محتسب كا بهي يهي كام هے -

احتساب تمدن كا محافظ هے اور تمدن باهم ايک دوسرے كي مدد ر معاونت كا نام هے - اسليے زكوة ميں احتساب يه هے كه اس سے فقراء كو مدد ملتي هے' اور اسليے ره نماز كي شفيق هے :

يقيمون الصلوة و مما رزقنهم ينفقون - (٣ : ٢)

نماز كو قائم كرتے هيں اور هم نے جو كچهه انهيں دے ركها هے اسميں سے لوگوں كو بهي ديتے هيں -

تمام قران حكيم كو پڑهجاؤ - هر جگه قيام صلوة كے ساتهه ايتاء زكوة كا بهي ذكر پاؤ گے -

حج تعاون ر تناصر كي بہترين نمايش گاه هے - كلي طور پر ره ايک رسيلهٔ تجارت بهي هے :

ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربكم - (١٩٨ : ٢)

تمهارے ليے كوئي هرج نہيں كه خدا كے فضل (مال ر تجارت) كي تلاش كرو !

اور تجارت اعانت باهمي كا نام هے - رهي زكوة كي بهي راه كهولتا هے :

فمن كان منكم مريضا اوبه اذى من راسه ففدية من صيام او صدقة او نسك (١٩٦ : ٢)

تم ميں سے جو شخص مريض هو' يا اوسكے سر ميں كوئي دكهه هو تو اسے چاهيے كه فديه ميں روزه ركهے ' يا صدقه دے' اور يا قرباني كرے -

روزه تقوى كي طرف دلالت كرتا هے ' اور تقوى كے لغوي معنے بچنے كے هيں - اصطلاح شريعت ميں هر برائي سے بچنے كا نام تقوى هے' اور بچنے بچانے هي كا نام احتساب هے :

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب علي الذين من قبلكم لعلكم تتقون - (١٨٣ : ٢)

مسلمانو ! تم پر روزه فرض كيا گيا جيسا كه تم سے پيشتر كے لوگوں پر فرض كيا گيا تها - تا كه تم تقوى حاصل كرو -

يه محتسب تمهارے پاس پانچ رقت آتے هيں' هر سال آتے هيں' تمام عمر ميں ايک بار آتے هيں' افسوس كه پهر بهي تمكو هدايت نہيں ملتي ؟

فاين تذهبون؟ (٢٦ : ٨١)

تم سرشاري ضلالت ميں كہاں بهكے جا رهے هو؟

(جزئيات تعليمات اسلاميه)

اسلام كي اخلاقي جزئيات اسي احتساب كي شاخيں هيں - ميرے پاس چاے كا چمچه نہيں هے' ميں تم سے مانگتا هوں - تم نہيں ديتے - اور اس طرح احتساب يعنے تعاون كے ايک نہايت ارزاں موقع كو كهو رهے هو - تمكو يه موقع حقير معلوم هوتا هے كيونكه تم بيش قيمت چيزوں كے قدر داں هو' ليكن شريعت كي چشم عتاب كچهه اور اشاره كرتي هے :

الذين هم يراؤن و يمنعون الماعون - (١٠٧ : ٦)

پهٹكار هے اُن لوگوں پر جو رياكاري كرتے هيں اور حقير چيزوں كے دينے ميں اُنهيں دريغ ر تامل هے -

تم ايک شخص كيليے سودا تولتے هو' اور اپنے هاتهه كي خدافت آميز گردش سے جس ميں ايک توله كم كرديتے هو كيا ايک توله كوئي بڑي چيز هے؟ هاں ماده تو بڑا نہيں' ليكن روح بهر حال بڑي هے - تعاون ميں اس سے خلل آ گيا' احتساب كا اصول ٹوٹ گيا' اسكے توڑنے كيليے ايک رتي كا معامله بهي ويسا هي هے جيسا ايک من كا :

ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون' و اذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ! (٨٣ : ٣)

كم تولنے والوں كيليے پهٹكار هے جو لوگوں سے ليتے هوے تو ناپ كے پورا ليتے هيں' مگر جب ديتے هيں تو كم كر كے -

راستے ميں ايک تنكا پڑا هے - تم اوٹها ليتے هو - يه تمهيں ايک دل بهلاؤ مشغله معلوم هوتا هے' ليكن كيا تم نے كسي زخم رسيده پاؤں كو بهي اس سے نہيں بچا ديا؟ اگر بچا ديا تو فرض احتساب ادا كر ديا - اسليے يه صدقه هے جسكا تمهيں ثواب ملے گا -

اگر تم كوئي صيغه احتساب قائم كرو تو اسكے ليے يورپ كے قانون كا اتباع ضروري نہيں' صحاح سته كافي هيں -

(مساوات اسلامى)

حضرت عمر رضي الله عنه نے فرمايا تها :

لم استعبدتم الناس و ولدتهم امهم احرارا ؟

تم نے لوگوں كو كيوں غلام بنا ليا هے' حالانكه اونكي ماؤں نے تو اونهيں آزاد جنا تها -

آزاد ر غلام ميں تمهيں كيا فرق معلوم هوتا هے ؟ تم كرسي پر بيٹهے هو' ره زمين پر - تم گوشت كهاتے هو' ره سوكهي روٹي - تم حرير پهنتے هو ره گاڑها - هاں مغرور انسان ايسا هي ديكهتا هے' ليكن خدا كي آنكهه آس سے زياده روشن هے :

لا تدركه الابصار و هو يدرك الابصار - (۶ : ۱۰۳)	اوسکو آنکھیں نہیں دیکھہ سکتیں مگر وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے -

وہ آنکھوں کي نگراني کرتا ہے کہ کہیں مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر تو نہیں پڑیں' اسلیے جب نگاھوں کو بھٹکتا دیکھتا ہے تو ٹوک دیتا ہے :

ان اکرمکـــم عنـد الله اتقا کم - (۴۹ : ۱۳)	تم میں سے زیادہ شریف وھي ہے جو سب سے زیادہ پرھیز گار ہے -

یا بالفاظ دیگر جو سب سے زیادہ " ناھي عن المنکر " یعنے محتسب ہے !

اب حر و عبد' مالک و مملوک ' اور آقا و غلام کي اصلي صورت دیکھو - تم کو ضعف بصارت کي شکایت تھي' عینک تمھارے سامنے ہے' کیا تم عینک کو بھي نہیں دیکھتے ؟

امام ابو حنیفه (رحمة الله علیه) نے کہا کہ لاحجر علی الحر (آزاد کو کوئي استعمال آزادي سے روک نہیں سکتا) اسلیے وہ سب کچھہ کر سکتا ہے' اور فرض احتساب سے اُسے کوئي نہیں روک سکتا - لیکن غلام اس مقدس فرض کو پوري طرح ادا نہیں کرسکتا تھا - یہي ایک غلام اور ایک ازاد زندگي کا حقیقي فرق و امتیاز ہے - اسلیے اسلام نے غلامي کو تو مٹادیا ' مگر اس پابندي اور ضروري انقیاد کو قائم رکھا جو تعاون کے لیے ضروري ہے - اب اگر ایک شخص سلطنت سے اسلیے آزادي کا طلبگار ہے کہ وہ بھي اوسي گلاس میں شراب پیے جس میں فرانس کا ایک متوالا پیتا ہے' تو وہ صالح آزادي کا طالب نہیں ہے بلکه غلامي کا عارضي طوق اُتار کر ابدي لعنت کا طوق پہننا چاھتا ہے :

انا جعلنا في اعناقهم اغلالاً فهي الي الاذقان فهم مقمحون - (۳۶ : ۷)	هم نے انکي گردنوں میں طوق ڈالدیے هیں' جو انکی ٹھڈیوں تک آ گئے هیں اور اون کے سر اوپر کو اُٹھ کے رہگئے هیں -

هاں' اگر وہ احتساب کا میدان وسیع چاھتا ہے کہ اپنی آزادي کا صحیح استعمال کرے ' دنیا کو بري باتوں سے بچاے ' اور نیک کاموں کی هدایت کرے' تو وہ خدا کا سچا بندہ ہے اور اوسکو سچي آزادي کا سچا سکھہ ملنا چاھیے -

اسلام حریت و مساوات کي تعلیم اسي اصول کي بنا پر دیتا ہے اور چونکہ هر مسلمان طبعاً امر بالمعروف و النهي عن المنکر کرتا ہے' اسلیے مساوات اوسکا مایۂ خمیر ہے -

الهلال اسی مساوات اسلامي کی دعوت دیتا ہے ' اور حریۃ افرنجیه اور حریۃ اسلامیه کا یہي فرق عظیم اوسکے طریق دعوت کو دنیا کے دوسرے احرار کے طریقوں سے مختلف کردیتا ہے -

دنیا نے ابھي حریت کے مفہوم تک کو نہیں سمجھا ہے - وہ اوس حریت کو کیونکر سمجھہ سکتي ہے جو تعلیمات شرعیه کے غلاف کے اندر مستور ہے - یہی سبب ہے کہ اس طریق دعوت میں گرہ پر گرہ کھولني پڑتي ہے پر نہیں کھلتي - اسي گرہ کے کھولنے کیلیے حضرت موسی علیه السلام نے دعا مانگی تھي :

و احلل عقدة من لساني ! (۲۰ : ۲۷)	خدایا میري زبان کي گرہ کھولدے !

پس مساوات کا دوسرا نام ہے احتساب ' اور احتساب کا نام ہے اسلام ' اسلیے اسلام مساوات کا پیکر حقیقي ہے -

(ایک فضیلـــت مخصـــوصـــه)

دنیا کے تمام مذاهب میں اختلافات موجود هیں - اهل کتاب کے علاوہ بعض مذاهب ایسے بھي هیں جو سزا و جزاے اخروي کے قائل نہیں لیکن دنیوي آرام و راحت کے وسائل میں کسی کو بھي اختلاف نہیں ہے - اسلیے احتساب هر مذهب کا جزو ہے - اسکي سزا دنیا کے معیار اخلاقی کو قائم رکھتي ہے - سلطنت کي اطاعت ' والدین کی فرمانبرداری ' قانون کی پابندي ' هر مذهب کي اولین تعلیم ہے :

و من یعص الله و رسوله و یتعد حدوده یدخله نارا خـــالدین فیهـــا و لـــه عـــذاب مهین -	جو شخص خدا اور اوسکے رسول کي نافرماني کرتا ہے ' اور اوسکے قوانین کي خلاف ورزي کرتا ہے تو خدا اسکو آتشیں عذاب میں ڈالدیگا جس میں وہ همیشه رہے گا اور اسکے لیے ذلیل کرنے والا دکھہ ہے !

لیکن اس باب میں اسلام کو ایک فضیلت مخصوصه حاصل ہے' یعنے اسلام احتساب کے تمام ابواب و شرائط کا جامع ہے :

و یحل لهم الطیبـــات و یحرم علیهم الخبائث (۷ : ۱۵۶)	اور اونکے لیے تمام پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور تمام خبائث کــو حرام قرار دیتا ہے -

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اپني بعثت کی غرض ان جامع الفاظ میں بیان فرمائي :

انما بعثت لاتمـــم مکارم الاخـــلاق - (الحدیث)	میں صرف اسلیے مبعوث هوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل کروں -

اس سے ثابت هوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل اب تک باقي تھي قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اس عمارت کو مکمل کردیا -

حقیقت یہ ہے کہ احتساب قدیم مذاهب کا بھي جزو تھا لیکن جزو ناقص - کسی شریعت نے دنیا کي تمام چیزوں کے فائدوں اور نقصانوں کو دنیا کے سامنے اس جامعیت کے ساتھہ نہیں پیش کیا تھا جو اسلام کا طغراے امتیاز ہے - بعض مذاهب نے تو سرے سے کوئي پرھیز ھي نہ رکھا حالانکہ " الحمیة راس الدواء " پرھیز دوا کی اصل ہے :

کل الطعام کان حلا لبني اسرائیـــل الا ما حـــرم اسرائیـــل علی نفسه - (۳ : ۹۳)	تمام کھانے کي اشیا بني اسرائیل کیلیے حلال تھیں مگر وہ جسکو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا -

یعنی دوسرے مذاهب و شرائع میں خاص خاص احکام دائرۂ احتساب کے اندر آگئے تھے' مگر هر شخص اس فرض کو ادا نہیں کرتا تھا' اور نہ وہ اسکا فرض قرار دیا گیا تھا - منطق کي زبان میں اسے یوں سمجھنا چاھیے کہ صرف جزئي قوت جزئي مادہ میں عمل کرتي تھي -

مگر اسلام کي اصلي فضلیت کبری اور مزیت عظمی یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف وهي اخلاق اور نیکي کي پہلي بادشاهت ہے جس نے ایک طرف تو انسان کے هر عمل کو محکمۂ احتساب کے ماتحت کردیا - دوسري طرف هر انسان پر احتساب فرض کر کے قوت محتسبه کو بالکل عام کر دیا - جس طرح ایک مومن نماز پڑھتا ہے' روزہ رکھتا ہے' زکواۃ دیتا ہے ' کیونکہ یہ تمام باتیں شخصاً اسپر فرض هیں - ٹھیک اسي طرح اُسے امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کیلیے ایک دائمي محتسب بھي هونا چاھیے ' کیونکہ مؤمن وهي ہے جو نیکي اور عدالت کیلیے محتسب هو -

رمضان المبارک کے متعلق

نہایت معتبر و مفید مسائل و فضائل وغیرہ بڑے کاغذ پر اشتہار کي صورت میں چھاپ کر شائع کیے گئے هیں - جن حضرات کو عام مسلمانوں کیلیے تقسیم کرني اور مساجد میں چسپاں کرنے کیلیے ضرورت هو تو صرف محصول ڈاک بھیجکر طلب فرما لیں -

راقم فقیر اصغر حسین از دار العلوم مدرسه اسلامیه دیوبند

ضلع سہارن پور

اقتـراعیـــات

حـــوادث و ســـوانـــح

(کلیساے وار گریو اور تین خطوط)

اقتراعیه عورتوں نے اب یه طریقه اختیار کیا هے که وه اپنے حملوں کے بعد بعض تحریریں چهوڑ جاتي هیں تا که پبلک کو اس روح کا اندازه هوسکے جو انکے قانون شکن اعمال کے اندر کار فرما هے - چنانچه وارگریو کے گرجا کي آتشزدگي کے بعد تین کارڈ ملے هیں - یه کارڈ درحقیقت فوضویت (انارکی) کے تین اساسی و بنیادي اصولوں کا ایک اجمالي بیان هے -

* * *

وارگریو ایک ساحلي مقام هے جو دریاے ٹیمس کے کنارے واقع هے - یہاں نہایت قدیم اور تاریخی گرجا تها - اسکي دیرینه عهدي کا اندازه اس سے کیا جا سکتا هے که جو مختلف قسم کے رجسٹر یہاں محفوظ تهے انکا آغاز سنه ١٥٣٨ سے هوتا تها - گرجے میں ایک خوشنما اور پر فضاء چمن بهي تها جسکي تاریخ قدیم کے متعلق علماء آثار برطانیه میں اختلاف هے - بعض اسکو ملکه الیزبتهه کے عهد کا قرار دیتے هیں - بعض شاه چارلس سوم کی طرف منسوب کرتے هیں -

اتوار کا دن ' صبح ٩ بجے کا وقت تها که اس گرجے کے قریب تین عورتیں نظر آئیں - وه بظاهر شریف و شایسته معلوم هوتي تهیں -

انگلستان اب ان فوضویت کي دیبیوں سے اس قدر ترساں اور لرزاں هو گیا هے که (بقول مراسله نگار انگلشمین) یه تصور کرتے هي که فلاں قومي معهد (نیشنل انسٹیٹیوشن) میں ایک عورت آ گئی هے ' خوف پیدا هوجا تا هے که کہیں اسکے نکلنے کے بعد بمب کے پهٹنے یا کسي تاریخي اور گراں بها یاد گار کے برباد هونے کي خبر نه آے !

چنانچه اکثر عمارتیں بند پڑي رهتي هیں - بعض کهلی هیں مگر انکي مراقبت و نگراني اسقدر شدید هے که اگر ایک شریف مرد کسي شریف صورت لیڈی کے همراه اندر جا نا چاهتا هے تو اسے پہلے دروازه پر پاسبانوں سے ایک اچها خاصه مناظره کرنا پڑتا هے !

* * *

مگر جب بربادي آنے والي هوتی هے تو اسکا راسته هموار کرنے کے لیے غفلت پہلے آجاتي هے - ان عورتوں کو متعلقین کلیسا نے دیکها مگر کچهه خیال نه کیا -

٥ گهنٹے کے بعد یعنی ٢ بجے ایک خاندان نے جو گرجے کے سامنے رهتا تها ' یکا یک دهما کے کي آواز سني اور تمام لوگ گهبرا کے باهر نکل آے - دیکها تو آگ کے شعلوں سے تمام افق شفق آلود هو رها هے ' اور گرجے کي عمارت میں آگ لگ گئي هے - فوراً آگ بجهانے والے انجن کے اسٹیشن کو ٹیلیفون دیا گیا - مقامي اور اسکے بعد هیملی وکنگهم کے انجن بهي پہنچ گئے - انجن والوں اور متعلقین کلیسا کی سخت عرقریز کوششوں کے باوجود آگ گرجے کے اور حصوں میں دوڑ گئي ' اور جب بمشکل بجهي تو یه گرجا ' انگلستان کے محبوب و دلپسند دریاے ٹیمس کا تاریخي گرجا ' اپني برباد و سوخته حالت میں ' کمزور صنف انساني کے غضب و انتقام کی ایک سبق آموز یاد گار تها !

البته وه نہایت قدیم رجسٹر جو حسن اتفاق سے ایک آهني الماری میں بند تها ' اور وه خوشنما و پر فضا چمن جسکے عهد تعمیر میں اختلاف هے ' یه دو نوں چیزیں بچ گئیں -

جب آگ فرو هوئي تو گرجے کي تهوڑي کے نیچے ایک تیشه اور تین خطوط ملے -

(خطوط اور بعض اصول فوضویت)

فوضویت درحقیقت استبداد کا علاج بالمثل هے ' اور اگر استبداد کوئي درخت هے تو اسکا ثمرۂ تلخ فوضویت کو سمجهنا چاهیے - چنانچه جسقدر استبداد زیاده هوتا هے ' اتنا هي اس کے درخت میں یه کڑوا پهل بهي زیاده لگتا هے !

مثلاً فوضویت سب سے زیاده روس میں هے جہاں اسکی شدت ظهور و استهلاک کی وجه سے اسکا نام عدمیت (نهلزم) رکهدیا گیا هے - لیکن غور کرو که یورپ میں مستبد ترین سلطنت بهي رهي رهگئي هے -

فوضولین کہتے هیں که " عدل و انصاف " کے الفاظ خواه کتنے هي خوش آهنگ اور دلفریب معلوم هوں ' مگر افسوس ! که انکي حقیقت مکر و فریب سے زیاده نہیں -

وه کہتے هیں که دنیا کي بہت سي قومیں هیں جنکو غلامی کے بعد آزادي ملی هے ' اور بہت سے حقوق هیں جو غصب هونے کے بعد انکے مالکوں کو واپس کیے گئے هیں اور انکے حالات آج بهي همارے عبرت و بصیرت اور سبق آموزي و رهنمائي کے لیے موجود هیں ' مگر کیا کوئي بتلاسکتا هے که انمیں سے ایک قوم کي گردن سے بهي عدل کے هاتهه نے غلامي کا طوق اتارا هے ' یا ایک حق بهي کسي غاصب کے پنجے سے نکالکے مظلوم مالک کو واپس دلایا هے ؟ یقیناً اس کا جواب سواے " نہیں " کے کچهه نہیں هوسکتا - اگر تمام تاریخ میں کوئی مثال اس کلیه کے جزئي استثنا کي ملتي هے تو وه صرف جاپان هے -

جب کبهي حقوق کے لیے ضمیر سے اپیل کي گئي هے اور عدل و انصاف یا ترحم و تلطف کا استبداد کو واسطه دیا گیا هے تو همیشه اسکے جواب میں تغافل و تجاهل هي کیا گیا هے ' اور جب کبهي صداے حق طلبي کا خروش زیاده بڑها هے تو قانون کي لگام منهه میں ڈالدي گئي هے - " عدل و انصاف " ایک تماشه هے جس سے کوتاه اندیش اور بیخبر جماعتوں کي بڑي بڑي امیدیں وابسته هوتي هیں ' مگر حقیقت بیں دهوکا نہیں کهاتے !

طاقت جب تک مجبور نہیں هوتي ' اپنے فوائد سے دست بردار هونا نہیں چاهتي !

وه کہتے هیں که جب کبهي عدل و انصاف کے حق پژوه اور رحمدل فرشته کے بدلے ' طاقت کے خون آشام اور سنگدل دیو سے مدد طلب کي گئي هے ' تو همیشه صدائیں رسا ' خواهشیں کامیاب ' امیدیں فتح مند ' اور مطالبات منظور هوے هیں - ماضي کا تمام تجربه اور انساني فطرت کا پورا مطالعه بتلاتا هے که اگر کوئي شے هے جو ناله و فغاں میں اثر اور مطالبات میں زور پیدا کرتی هے ' اگر کوئي شے هے جو ذلیل کو معزز ' سربسجود کو سر بلند ' خاک نشیں کو سریر آرا ' غلام کو آزاد ' اور محکوم کو حکمراں بناتي هے ' تو وه طاقت اور صرف طاقت هی هے !

اسی لیے طاقت هی هماري امیدوں کا قبله هے - هم اپني اعانت و مدد کے لیے صرف اسي کی طرف رجوع کرتے هیں - همارے تمام عزائم و مقاصد کي روح و رواں یهي طاقت هے ' همارے تمام افعال و اعمال اسی محور کے گرد گردش کرتے هیں -

یہ اس طول طویل بحث کا نہایت مختصر خلاصہ ہے جو فوضوئین استعمال قوت کی ضرورت پر کرتے ہیں ' اور پھر اسی اصول کا وہ مہلک استغراق اور خونیں غلو ہے جو قتل و خون تک پہنچ جاتا ہے اور انسانوں کے امن اور آرام کو نابود کردیتا ہے -

* * *

قوت کا استعمال کیونکر کیا جائے ؟

اسکے متعلق فوضوئین کا یہ خیال ہے کہ اگر طاقت اسقدر وسیع پیمانہ پر موجود ہو کہ عام انقلاب پیدا کیا جاسکے تو فوراً سرکشی اور طغیانی سے کام لینا چاہیے' ورنہ اسکو بتدریج و بدفعات استعمال کرنا چاہیے کہ یا تو جان و مال کا نقصان ہو یا کم از کم خوف و دهشت پیدا ہوسکے ' اور ملک قوة مستبدہ کی کمزوری اور درماندگی کو دیکھکے اس سے برداشتہ خاطر ہوجائے -

انکے اس اصول کے مطابق نقصان کا نشانہ صرف انہی لوگوں کو ہونا چاہیے جنکو حکومت سے تعلق ہے ' مگر فوضوئین کے نزدیک بسا اوقات عام پبلک ہی کو نشانہ بنانا مقتضاے مصلحت ہوتا ہے' کیونکہ اس صورت میں وہ حکومت کی پالیسی کے خلاف متفقہ آواز بلند کریگی -

یہ خیالات ہیں جو ان خطرناک لوگوں کو اخلاق کی تمام امن طلبانہ تعلیمات سے بے پروا کردیتے ہیں' اور وہ نہایت افسوس ناک اور وحشیانہ طور پر قتل و غارت شروع کردیتے ہیں -

* * *

کلیسائے وارگریو کی آتشزدگی کے سلسلے میں جو تین خطوط ملے ہیں ' انمیں ایک کا پتہ یہ ہے :

" حکومت کے زرخرید غلاموں اور عورتوں پر ظلم کرنے والوں کے نام "

یہ ایک کارڈ ہے - اسکے دوسرے رخ پر یہ عبارت لکھی ہے :

" ہم خوف انگیزی کا تجربہ کر چکے مگر وہ بے اثر ثابت ہوئی' اسلیے اب ہم نے مال و دولت کو نقصان پہنچانا شروع کیا ہے- یہ کارروائیاں حکومت کی درندگی اور ستمرانی کا ترکی بہ ترکی جواب ہے - قبل اسکے کہ زیادہ دیر ہو کلیسا کو خود اپنے احکام کی پیروی کرنے دو - ہم اپنی حرکتیں آخر تک نہ چھوڑ ینگے - پبلک کو دیکھنا چاہیے کہ حکومت جو ہماری فوجی جماعت کو تخریب اور بجبر روکنا چاہتی ہے ' اسکا نمونہ یہ ہے " .

دوسرے کارڈ کی سرخی یہ ہے :

" ظلم کا جواب "

" ہم نے اب تک جانوں پر حملہ کرنے سے احتراز کیا تھا - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم جانوں پر بھی حملہ کریں' اور اسکی ابتداء ان سنگدل اور ضمیر فروشوں سے ہو جو قید خانوں میں ہم پر ظلم کرتے ہیں " -

تیسرا خط نہایت مختصر ہے مگر با ایں همه اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جماعت اپنے مصائب کا کیا صلہ سمجھتی ہے ؟

" تمہارے مظالم ہمارے لیے حوصلہ شکن نہیں ہوسکتے- ہمارا عقیدہ ہے کہ جو لوگ حق و صداقت کی راہ میں مصائب جھیلتے ہیں ان پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ' اور انہیں بہشت کی حکومت ملتی ہے "

(ایـــڈیٹـــر)

ہندوستان میں ایک ایڈیٹر کی حیثیت خواہ کچھہ ہی ہو' مگر انگلستان میں وہ خیال اور راے پر حکومت کرنے والی طاقت ہے - اشخاص کی نیک نامی و بد نامی ' تجاویز کی منظوری و نا منظوری ' حکام کا عزل و نصب ' وزارتوں کی شکست و فتح ' اور ملکوں کی جنگ و صلح ' انک ایڈیٹر کی جنبش قلم کے عامة الوقوع کرشمے ہیں !

لیکن جبکہ تمام انتظامی طاقتیں اقتراعیات کی زد میں آچکی تھیں ' تو یہ قلمی طاقت باوجود شدید مخالفت کے بھی اسوقت تک انکے حملوں سے محفوظ تھی - اب اسکی سرزنش کی بھی ابتدا ہوگئی ہے - بیلفاسٹ سے ایک اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاسٹ نیوز لیٹر " ہے - اس اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ گولف کے بعض کلبوں کے ممبروں نے یہ طے کرلیا ہے کہ اگر اب اقتراعیات نے ان پر یورش کی تو وہ قانون کو اپنے ہاتھہ میں لیکے خود اُنہیں سزا دینگے -

ایک عورت جو تنومند' شہزور' پورے ۶ فیٹ لنبی تھی' دفعة اس اخبار کے ایڈیٹر کے کمرہ میں داخل ہوئی - اور نہایت تہدید آمیز لہجہ میں پوچھنے لگی : " کیوں جی ! کیا تم کو اس خبر کے ساتھہ ہمدردی ہے ؟ "

ایڈیٹر نے کہا " ہاں "

ہاں کا منہہ سے نکلنا تھا کہ اس مرد نما عورت نے اُس کے منہہ پر اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ اُسکے لمبے اور تیز ناخن (جو اسی غرض سے بڑھاے گئے تھے) ایڈیٹر کے گالوں میں بیٹھہ گئے ! !

ایڈیٹر فوراً اس حملہ آور عورت کے لپٹ گیا اور دونوں میں کشا کش شروع ہوگئی - اس کشاکش میں عورت گر پڑی اور اُسکا سر پھٹ گیا' تاهم اسکی ہمت یا جوش انتقام میں ذرا بھی فرق نہ آیا - وہ برابر حملے کیلیے کوشش کرتی رہی !

شور و غل سنکے اور لوگ بھی باہر سے آگئے اور انہوں نے کشاں کشاں اس عورت کو بہزار مشکل باہر نکالا -

* * *

بیل فاسٹ سے ایک اور اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاسٹ ایوننگ ٹیلیگراف " ہے - اسکے ایڈیٹر نے بھی اقتراعیات کے خلاف کوئی حرکت کی تھی - اسکی سزا میں ایک عورت اسکے دفتر میں گھس گئی اور خوب ہی زد وکوب کرکے کرسی کے نیچے ڈالدیا !

مسئلۂ مسجد گلبرگہ

عالیجناب نے گلبرگہ کی مسجد کے متعلق بذریعہ تار برقی گورنمنٹ نظام کو جو توجہ دلائی تھی الحمد للہ کہ بالاخر اسکا نتیجہ ظاہر ہوا اور ارکان ریاست نے کمال عدل و انصاف سے توجہ فرمائی - جو حکم اب جاری ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے :

" فہمائش نامہ مورخہ ۲ سہر یور سنہ ۲۳ ف

ذریعہ ہذا فہمایش دیجاتی ہے کہ پیشگاہ اقدس و اعلی خلد اللہ ملکہ سے تصفیہ فرمایا گیا ہے کہ مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کی اجازت دیجاے -

حسبہ ضلع کو ذریعہ مراسلہ لسان ۱۵۶۱ مورخہ ۱۷ خور داد سنہ ۱۳۲۳ف لکھدیا گیا ہے - بہر حال آپ مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کرسکتے ہیں - جسقدر حصہ تکمیل طلب رہجائیگا اسکو سرکاری خرچ سے بنوا دیا جائیگا ۱۲ شعبان سنہ ۳۲ -

مولوی فصیح الدین احمد خاں صوبہ دار صوبہ گلبرگہ -

مراسلات

الاعتصاب في الاسلام

(از مولانا عبد السلام - ندوي)

طلباے دار العلوم ندرۃ العلماء کی اسٹرائک نے جو مباحث پیدا کردیے ' ان میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ اسٹرائک شرعاً مسلمانوں کیلیے جائز ہے یا نہیں؟ صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب نے جو مضامین اخبارات میں لکھے تھے ان میں بہت افسوس کیا تھا کہ اسٹرائک کے عدم جواز کے خلاف کوئي دلیل پیش نہیں کي جاتي - ہم چاہتے ہیں کہ انکے ارشاد کي آج تعمیل کریں -

ہندوستان میں بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں جب اس قسم کے مسائل پر بحث شروع ہوتي ہے ' تو اکثر طبقہ قدیمہ و طبقہ جدیدہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور آزاد خیالی کی بنا پر آخر الذکر گروہ اکثر جواز کا فتوی دیدیتا ہے ' لیکن حسن اتفاق سے اسٹرائک کو دونوں گروہ نے نا جائز قرار دیا ہے - دونوں فرقوں کے دلائل حسب ذیل ہیں :

(۱) اسٹرائک تمدن جدید کی پیداوار ہے - ایشیاء کی قدیم تہذیب اسکو جائز نہیں رکھتي ' بالخصوص طلباے مدارس عربیہ کیلیے تو بالکل نا جائز ہے : من تشبہ بقوم فہو منہم -

(۲) اسٹرائک ان اصول کے مخالف ہے جو اسلام نے استاد اور شاگرد کے تعلقات کے متعلق قائم کیے ہیں - جدید فرقہ اسکو ڈسپلن کی مخالفت سے بھی تعبیر کرتا ہے -

پہلي دلیل اگرچہ طبقہ قدیمہ کے لیے کافی ہے ' لیکن جدید گروہ کے نزدیک کسي چیز کے نا جائز ہونے کی صرف یہ وجہ نہیں ہوسکتي کہ " وہ جدید تمدن کی پیداوار ہے " اس بنا پر وہ اس دلیل کو ایک محدود شکل میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :

(۳) تمدن جدید صرف سیاسي و تجارت پیشہ گروہ کو اسٹرائک کي اجازت دیتا ہے ' اور اوستاد و شاگرد کے تعلقات یورپ میں بھي محض اخلاقي حیثیت رکھتے ہیں -

ان دلائل پر نقد و بحث کرنے کیلیے امور ذیل تنقیح طلب ہیں :

(۱) کیا اسٹرائک تمدن جدید کي محدثات و بدعات میں سے ہے ؟

(۲) کیا اسٹرائک صرف تجارت پیشہ گروہ ہی کیلیے مخصوص ہے ؟

(۳) اسلام نے استاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے ہیں جنکا اتباع طلبا پر واجب ہے ؟

(تنقیح اول)

(کیا اسٹرائک تمدن جدید کے محدثات میں سے ہے ؟)

انسان فطرتاً مدنی الطبع پیدا ہوا ہے ' اسلیے وہ تمدني ' مالي ' اخلاقي ' غرض متعدد حیثیتوں سے دوسرے افراد کے تعاون کا محتاج ہے - اعانت باہمي کا یہي اصول تمدن کا سنگ بنیاد ہے ' اور یہ اصول جس قدر منضبط و مستحکم ہوتا ہے ' اوسي قدر انساني زندگي پر لطف ' خوشگوار ' دلچسپ ' بلکہ دیر پا ہوجاتي ہے - اگر کشمکش حیات میں اس اصول کو نظر انداز کردیا جاے تو دفعتاً حیات انساني خطرے میں پڑ جاے -

لیکن اس فطري اعانت سے انسان کو جو فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں ' کبھي کبھي خود غرضي اونکي مساویانہ تقسیم میں خلل انداز ہوجاتي ہے - یعنے ایک گروہ صرف لینا چاہتا ہے اور دینا نہیں چاہتا - اسلیے دوسرا گروہ اپني مالي یا جسماني یا اخلاقي اعانت سے اوسکو محروم کردیتا ہے - اسیکا نام اسٹرائک ہے - اس بنا پر صرف ایک ایک فرد بھي اپني ذاتي اعانت سے دوسرے فرد کو محروم کرسکتا ہے - چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جن لوگوں نے اتہام لگایا تھا ان میں حضرت ابوبکر کے غلام مسطح بھي تھے - انکي معاش کا دار مدار صرف حضرت ابوبکر کي ذات پر تھا - حضرت ابوبکر نے انکو نفقہ سے بالکل محروم کردیا ' اور اسپر قسم کھالي - چنانچہ صحیح بخاري میں ہے :

فحلف ابوبکر ان لاینفع مسطحا بنافعۃ ابدا	حضرت ابوبکر نے قسم کھالي کہ مسطح کوکبھي کسي قسم کا فائدہ نہ پہونچائینگے -

حضرت ابوبکر کا یہ فعل اگرچہ بالکل جائز تھا ' تاہم چونکہ مسطح کا اونکے دوسرا سر پرست نہ تھا ' اور اس جرم کي بنا پر کوئي شخص سر پرستي کیلیے آمادہ بھي نہیں ہو سکتا تھا ' اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے اوسکي زندگي خطرے میں پڑ گئي تھي ' پس خدا تعالی نے اخلاقي حیثیت سے (نہ کہ نہیاً و وجوباً) اونکو اس سے روکدیا :

ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربي والمساکین والمہاجرین في سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم - (بخاري مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۱۶)	اہل دولت قرابت داروں اور غرباء اور مہاجرین کو دینے سے دریغ نہ کریں ' اور انھیں معاف کردیں - کیا تم لوگ یہ نہیں پسند کرتے کہ خدا تمکو معاف کردے ؟ خدا تو بڑا رحم و مغفرت کرنے والا ہے -

لیکن اصطلاحاً اس قسم کے تمدني قطع تعلق پر اوسیوقت اسٹرائک کا اطلاق کیا جاتا ہے ' جب ایک گروہ دوسرے گروہ یا فرد کو اپني اعانت سے محروم کردیتا ہے - اسي بنا پر جدید عربي زبان میں اسٹرائک کو " اعتصاب " کہتے ہیں جسکے معني گروہ بندي کے ہیں - آجکل اگرچہ یورپ اکثر اس اصول پر عمل کرتا ہے ' لیکن اعانت باہمي کسي نہ کسي صورت میں ہر تمدن کا جزو مشترک رہي ہے - پس ہر تمدن اسٹرائک کي گنجایش رکھتا ہے ' اس میں یورپ و جاپان کي تخصیص نہیں -

دنیا میں سب سے زیادہ سادہ تمدن دیہات کا ہوتا ہے جہاں تعلیم و تربیت کي ہلکي سي شعاع بھي نہیں پڑتي - لیکن عموماً تمام دیہاتوں میں کوذات کرنے کا طریقہ جاري ہے جسکے رو سے ایک شخص کا حقہ ' پاني ' کھانا ' پینا بند کردیا جاتا ہے ' اور وہ اوسکي زندگي کو تمام تمدني منافع اور تعلقات صحبت سے محروم کردیتا ہے - ابتداء بعثت میں قریش نے بھي آنحضرت کے ستانے کیلیے اسي قسم کا محالفہ کرلیا تھا - یعني تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ قریش میں کوئي شخص بنو ہاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي ندیگا - اون سے لین دین

اور خريد و فروخت نكرے كا ' اون سے هم كلام نهوكا ' وغيره وغيره (۱)

اس عهد نامه پر تمام قريش نے مهريں لگائيں ' اور وه اطلس ميں لپيٹ كر خانه كعبه ميں لٹكا ديا گيا - اس معاهده كے بعد حضرت ابو طالب اپنے تمام خاندان كو ليكر شعب ابوطالب ميں چلے گئے ' اور آنحضرت بهي مسلمانوں كے ساتهه وهيں اقامت پذير هوے - قريش كا يه معاهده تين برس تک قائم رها ' اور اس وسيع مدت ميں آنحضرت نے شعب ابي طالب هي ميں قيام فرمايا ' چنانچه يه درد انگيز واقعه سيرت كي تمام كتابوں ميں مذكور هے - اور وه لوگ بهي مسٹر امير علي كي كتاب سے اس كي تحقيق كر سكتے هيں ' جو كتب حديث و سير سے روايات كے فراهم كرنے كي اهليت نهيں ركهتے -

خود اسلام ميں جب كسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد كو ترجيح دي هے ' تو اسكے خلاف صحابه اور خود آنحضرت نے اسي قسم كا طرز عمل اختيار فرمايا هے - اسلام كي تاريخ ميں غزوه تبوک بعض خصوصيات كے لحاظ سے ايک خاص تاريخي اهميت ركهتا هے - چونكه يه لڑائي سخت گرمي كے موسم ميں واقع هوئي تهي اور مقابله بهي شديد تها ' اسليے عموماً منافقين اوسكي شركت سے علحده هوگئے ' بلكه خود بعض مسلمانوں نے بهي شركت سے جان چرائي - چنانچه جب آنحضرت تبوک سے واپس آے ' تو مخلفين كو (وه لوگ جو لڑائي ميں شريک نهيں هوئے تهے) طلب فرمايا جنكي تعداد ۸۰ سے متجاوز تهي ' اور هر ايک سے عدم شركت كي وجه پوچهي - سب نے اپنا اپنا عذر پيش كيا ' اور آپ نے اوسكو قبول فرما ليا - پهر اون سے بيعت لي اور اونكے ليے استغفار كيا - (يه سب منافق تهے) ليكن كعب بن مالک ' مراره بن الربيع ' هلال بن امية الواقفي كا عذر مقبول نه هوا ' حالانكه يه لوگ مخلصين مومنين ميں سے تهے - چنانچه آنحضرت نے ان تينوں بزرگوں پر سخت ناراضي ظاهر كي اور تمام صحابه كو اون كے ساتهه سلام ' كلام اور نشست و برخاست سے منع فرماديا - پورے پچاس دن تک يه حالت قائم رهي - اسكا دو بزرگوں پر يه اثر هوا كه تنگ آكر گهر ميں گوشه نشين هوگئے - صرف كعب بن مالک بازاروں ميں اس اميد ميں پهرتے رهتے تهے كه كوئي سلام كرے - خود مسجد ميں آتے اور آنحضرت كو سلام كرتے ' مگر جواب نه ملنے پر به حسرت ديكهتے كه لب مبارک پر حركت كے آثار ظاهر هوے يا نهيں ؟ پهر آنحضرت كے قريب جا كر نماز پڑهتے اور دزديده نظروں سے آپكي طرف ديكهتے جاتے ' جب وه مصروف نماز هوتے تو آنحضرت آنكي طرف متوجه هوتے ' اور جب وه آپ كي طرف ديكهتے تو آپ منهه پهير ليتے - اس واقعه نے اس قدر شهرت حاصل كي كه بادشاه غسان كے قاصد نے بازار ميں اونكو ايک خط ديا جسكا مضمون يه تها كه " محمد صلعم تم كو ذليل كر رهے هيں ' تم هم سے ملجاؤ - هم تمهارے ساتهه همدردي كرينگے " ليكن اونكے جوش اخلاص نے اس خط كو تنور ميں ڈالديا - ۴۰ دن كے بعد اس حالت ميں اور اشتداد پيدا هوا - يعني آنحضرت نے حكم ديا كه يه لوگ اپني بي بيوں سے بهي علحدگي اختيار كرليں جو اس مصيبت ميں اونكي شريک و رفيق تهيں - چنانچه كعب بن مالک نے اپني بي بي كو امال اطاعت سے اسكے ميكے روانه كرديا - جب دس روز اس حالت ميں بهي گذر گئے ' تو ايک دن كعب بن مالک اسي حالت تنهائي ميں

(۱) آپنے غالباً اسٹرائک اور بائيكاٹ ميں فرق نهيں كيا هے - اسكي مثاليں نهايت موثر هيں ليكن اس انقطاع تعلقات و تعاون تمدني كيليے موزوں تر هيں جسے آجكل بائيكاٹ كهتے هيں - اسٹرائک بهي گو اسميں شامل هے مگر اسكي صورت دوسري هے - بهر حال آخر ميں اپنا خيال ظاهر كرونگا - الهلال

اپنے كوٹهے پر بيٹهے تهے كه ايک شخص نے پهاڑ كي چوٹي سے بآواز بلند پكارا : " يا كعب بن مالک ابشر " يعني اے كعب تم كو خوشخبري هو - وه فوراً سجدے ميں گر پڑے اور سمجهه گئے كه مصيبت كا خاتمه هوا ' چنانچه آنحضرت نے بعد نماز فجر اونكي توبه كے قبول هونے كا اعلان فرمايا - اور لوگ جوق جوق آكر اونكو بشارت دينے لگے - ايک شخص گهوڑا اڑاتا هوا آيا اور يه مژده جانفزا سنايا - ايک شخص نے پهاڑ كي چوٹي سے بشارت دي ' چونكه اوسكي آواز گهوڑے سے پہلے پهونچي تهي اسليے بطور انعام كے اوسكو كعب بن مالک نے اپنا كپڑا اوتار كر پهنا ديا خود عاريتاً كپڑے مانگ كے پهن ليے ' اور بے اختيار دوڑتے هوے آنحضرت كي خدمت ميں حاضر هوے - لوگ آنكو مباركباد ديتے جاتے تهے - طلحه بن عبيد الله نے دوڑ كر مصافحه كيا - آنحضرت كي خدمت ميں پهونچے تو آپ كا چهره فرط مسرت سے چمک اوٹها اور آپ نے بهي بشارت دي - اس مسرت ميں كعب بن مالک نے اپنا تمام مال صدقه ميں دينا چاها ' ليكن آنحضرت كے فرمانے سے كچهه مال اپنے پاس بهي ركهه ليا (ديكهو بخاري جلد ثالث مطبوعه مصر ص ۶۱ ذكر غزوه تبوک)

ان تمام واقعات پر به ترتيب غور كرنے سے حسب ذيل نتائج مستنبط هوتے هيں :

(۱) زبردست گروه كو كمزور فرقه كے خلاف اسٹرائک كرنا سزاوار نهيں " جيسا كه قريش مكه نے كيا تها اسليے زمانه اسٹرائک ميں طلباء كا كهانا بند كرديتا يا انكو بورڈنگ سے نكال دينا جائز نهيں

(۲) اسٹرائک صرف يورپ كي پيداوار نهيں بلكه وه ايک فطري چيز هے اور تاريخ عرب و عهد نبوت ميں اسكي مثاليں پائي جاتي هيں -

(۳) اسٹرائک صرف جمهوري اصول كي تائيد ميں كرني چاهيے - جيسا كه انحضرة صلى الله و سلم نے اون لوگوں كے خلاف كيا جنهوں نے ايک قومي جهاد ميں شركت سے گريز كيا تها -

(۴) اگر اسٹرائک استقلال كے ساتهه قائم ركهي جاے ' تو اسكا اثر نهايت شديد هوتا هے -

(۵) اسٹرائک كيليے حقوق طلبي بهي ضروري نهيں بلكه وه كسي جرم كي سزا بهي هو سكتي هے -

(۶) اسٹرائک تجارت پيشه گروه كيليے مخصوص نهيں هے بلكه خالص مذهبي گروه بهي كر سكتا هے -

(۷) اسٹرائک كے ليے مساوات لازمي نهيں هے ' كعب بن مالک آنحضرت اور ديگر صحابه كے مساوي نه تهے - جب كثير گروه ضعيف كے مقابلے ميں اسٹرائک كر سكتا هے تو ضعيف كو قوي كے مقابلے ميں اسكا حق مرجح حاصل هے -

(۸) جو شخص جتنا مذهب ميں سخت هوگا اور اوس سے جسقدر خير خواهي (۱) و حمايت كي توقع هوسكيگي ' اوسكے مقابل ميں اسٹرائک بهي اتنے هي سخت هوني چاهيے - البته اگر بيگانه لوگ مدد ميں كمي كريں تو انكو معذور ركهنا چاهيے ' جيسا كه آنحضرت نے منافقين كو معذور ركها - فتح الباري ميں هے " و فيها ان القوي في الدين يواخذ باشد ما يواخذ الضعيف " كعب بن مالک كي حديث سے يه نتيجه نكلتا هے كه قوي المذهب اور مخلص شخص سے به نسبت ضعيف كے سخت مواخذه كرنا چاهيے (ص ۹۴ جلد ۸)

(۹) جمهوري فوائد كيليے اون اخلاق و آداب كي پابندي

(۱) ليكن بعض لوگ اسي خير خواهانه تعلقات كي بنا پر تعليمي اسٹرائک كے عدم جواز كا فتوے ديتے هيں : و ما اوتيتم من العلم الا [illegible] - منه .

ضروری نہیں جو حالت شخصیت میں باهمی تعلقات کیلیے ضروری تھی ' چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ھیں :

وفیھا ترک [۱] السلام علی من اذنب و جواز ھجرہ اکثر من ثلاث و اما النهی عن الهجر فوق الثلاث فمحمول علی من لم یکن ھجرہ لہ شرعیا (جلد ۸ ص ۹۳)	اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو گنہگار ہو اسکو سلام نہیں کرنا چاهیے ' اور تین دن سے زیادہ اوس سے جدائی اختیار کیجا سکتی ہے ' لیکن شریعت میں تین دن سے زیادہ کی جدائی کی ممانعت اوس شخص کیلیے ہے ' جسکی علحدگی مذھبی نہ ہو -

تاهم غیر مذھبی اور ذاتی اغراض کیلیے بھی تین دن تک اشتراک جاری رکھی جاسکتی ہے - [لہا بقیۃ صالحۃ]

عــرب اسـٹیمـر کـمپنـــی

مخدوم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الهلال کلکتہ السلام علیکم - اخبار اتحاد مطبوعہ ۲۳ جون میں جو مضمون مذکورہ بالا کمپنی کے متعلق شایع ہوا ہے ' اسمیں یہ بات ظاہر کیگئی ہے کہ عرب اسٹیمر کمپنی ٹرنر موریسن کمپنی کے ہاتھوں (جو اس سے پیشتر پرشین اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے خریدنے میں کامیاب ہوچکی ہے) فروخت کرڈالی گئی ہے - لیکن یہ خبر غلط اور واقعہ کے خلاف ہے - عرب اسٹیمر کمپنی اب تک اپنی اصلی حالات پر قائم ہے ' اور وہ پبلک بالخصوص حجاج کی ویسی ہی خدمت بجا لانے کی کوشش کر رہی ہے جیسا کہ پیشتر بجا لاتی رہی ہے - البتہ ٹرنر موریسن کمپنی کے ڈائرکٹروں سے ہماری کمپنی کے فروخت کیے جانے کی بابت کچھہ گفتگو ہوئی تھی جو نا تمام رہی - بات یہ ہے کہ عرب کمپنی نے حال میں ہی الگ او کمپنی کے دو نہایت عمدہ جہاز خرید لیے ہیں - امید تھی کہ مسلمان اس مقصد کام میں ہماری مدد کرینگے اور سواریاں اور مال ہمارے ہی جہازوں کے ذریعہ حجاز کو بھیجا جاوے گا ' مگر افسوس ہے کہ اس معاملہ میں ہم لوگوں کو بڑی ہی مایوسی ہوئی - مسلمانوں نے ہماری امداد اور کمپنی کے حصص خریدنے میں بڑی سرد مہری کا اظہار کیا - اگر خدا نخواستہ ایسی ہی عدم ہمدردی کا سلسلہ جاری رہا تو اندیشہ ہے کہ یہ اسلامی کمپنی اپنا کام کم کردے اور حجاج کو صرف تکلیف برداشت کرنے کے علاوہ دیگر آفتوں میں بھی مبتلا ہونا پڑے - عرب اسٹیمر کمپنی تجارتی فوائد کو مد نظر رکھنے کے ساتھہ ساتھہ خدمت اسلام بالخصوص امداد حجاج کو اپنا فرض عین تصور کرتی ہے اور ٹکٹ میں قیمت حجاج کی آسایش و سہولت کیلیے ہمیشہ معقول رعایت کی ہے لیکن کمپنی کی ترقی اور حجاج کی راحت اوسوقت ممکن ہے جبکہ مسلمان اسلامی ہمدردی اور حمیت سے کام لیں او کمپنی کی امداد میں پوری پوری سعی فرمائیں -

راقم محمد مشاری - منیجنگ ڈائرکٹر عرب کمپنی بمبئی

(۱) یہ جو بعض مدعیان علم و حدیث شکایت کرتے ھیں نہ اشتراک کے دوران میں سلام و کلام بزرگوں کو ضرور کرنا چاهیے حالانکہ نہیں کیا گیا ' تو اوسکا مبنی بخاری کا وہ نسخہ ہوگا جسکو مولانا احمد علی مرحوم والد بزرگوار مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری نے چھپوایا تھا - اوس میں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنے والا تھا - مگر ہم نے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے - (منہ)

سر جیمس مسٹن اور متولیان مسجد کانپور

تصحیح و تشریح

مسجد مچھلی بازار کانپور کے نقشہ تعمیر کے متعلق آپکے اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا ہے ' جسمیں لکھا ہے کہ لفٹننٹ گورنر بہادر نے چالیس ہزار روپیہ اور جگہ دینے کا اعلان کیا تھا - یہ صحیح نہیں ہے - اصلیت یہ ہے کہ جسوقت سر جیمس مسٹن بہادر کانپور آنیوالے تھے اوسے ایک روز قبل ماسٹر بشیر الدین ایڈیٹر البشیر کانپور آئے ' اور مجھسے اور نیز دو ایک متولیوں سے بیان کیا کہ جناب لفٹننٹ گورنر صاحب آمادہ ھیں کہ تعمیر مسجد کیلیے جانب شمال کا کل میدان بلا قیمت اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ نقد بطور عطیہ عنایت کریں تاکہ مسجد عالیشان تعمیر ہوجاوے ' لیکن جزو مسجد منہدمہ پر برآمدہ کے متعلق کوئی رعایت اس قسم کی نہیں کرینگے جو حسب منشاے مسلمانان زینہ وغیرہ اندرون برآمدہ ہونے سے خیال کیا جاتا ہے ' بلکہ نیچے عام راستہ رھیگا -

ہم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نیچے کے برآمدہ میں نصف حصہ مسجد میں جانیکے لیے زینہ ہوجاے ' اور نصف حصہ رہگذر عام کیلیے رہے اور یہ خیال اسی طرح فیصلہ وائسراے کے خلاف بھی نہیں تھا - دوسرے روز حضور لفٹننٹ گورنر بہادر رونق افروز کانپور ہوے ' اور جملہ متولیان بلاے گئے - نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ساتھہ گفتگو کرنے کیلیے کمرہ میں منتخب کیا گیا - وقت پیشی دیکھا کہ ماسٹر بشیر الدین صاحب دست راست پر رونق افروز ھیں - ہم لوگوں کے پہنچ جانے پر لارڈ صاحب بہادر نے دریافت فرمایا کہ مولوی بشیر الدین صاحب نے بہت کوشش کی ہے ' اور نیز مولوی صاحب ایک با اثر مسلمان ھیں (۱) لہذا مولوی صاحب نے آپ لوگوں سے جو کہا ہے اسمیں کیا راے ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے تذکرہ مجھسے ضرور حضور کے خیال کا کچھہ دیا ہے ممکن ہے اور بھی دو چار اصحاب سے کہا ہو - لیکن عام طور پر لوگ بے خبر ھیں - اسلیے تاوقتیکہ ہم لوگ استصواب کافی نکرلیں کچھہ راے ظاہر نہیں کرسکتے ھیں - اسپر حضور ممدوح نے فرمایا کہ " کیا تمام دنیا کے مسلمانوں سے راے حاصل کرنیکی ضرورت ہے " میں نے جواباً عرض کیا کہ اگر چہ زیادہ وقت حصول جواب کیلیے نہیں ہے تب بھی کم سے کم مقامی اهل الراے سے راے لینا تو بہت ضروری ہے - ہم لوگ تنہا راے سے ایک مذھبی کام میں دخل دینے سے قاصر ھیں - اسپر فرمایا کہ بہتر ہے -

اسکے بعد بذریعہ راجہ صاحب محمود آباد (کہ وہ بھی اس روز تشریف لائے ہوئے تھے) حضور لفٹننٹ گورنر بہادر سے معلوم ہوا کہ ماسٹر بشیر الدین صاحب کا بیان ٹھیک نہیں ہے - ثقل سماعت کے باعث انہوں نے وہ سمجھا جو کہا ' ورنہ لارڈ صاحب نے ایسے پچیس ہزار کا وعدہ نہیں کیا تھا -

نیازمند محمد نثار الدین تاجر لٹھہ کانپور مستعفی متولی مسجد مچھلی بازار کانپور

(۱) بعض راویوں نے حضور کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ " مولوی بشیر الدین صاحب مسلمانوں کے بہت بڑے عالم اور لیڈر ھیں ! (الهــلال)